ماہنامہ

انٹرنیشنل

نوائے صوفیہ

اسلام آباد

شمارہ نمبر ۶۶ قیمت پندرہ روپے اگست ۲۰۰۱ء

یا بیا ہم چون علیؑ مردانہ وار

در رہِ اسلام می زن ذوالفقار



جامع مسجد صوفیہ نوبہار نقشبندیہ سکھر کے محراب و منبر کا عکس

مدرسہ صوفیہ نوربخشیہ امباڑی ڈیرہ دون کے ساتھ





مدرسہ صوفیہ نوربخشیہ ڈیرہ دون ہندوستان میں بسنے والے تمام اہل صوفیہ نوربخشیہ کے دیرینہ خوابوں کی تعبیر ہے۔ بحمد اللہ مخلص دینی بھائیوں اور کارکنوں کے جہد مسلسل اور جذبہ ایمانی سے سرشار اہل صوفیہ نوربخشیہ کے جانی ومالی تعاون کی بدولت امباڑی ضلع ڈیرہ دون میں ۳۱ مارچ ۱۹۹۹ء سے درس وتدریس کا آغاز ہو چکا ہے۔ اس مدرسہ میں ۱۰۰ سے زائد طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں جن میں علاقہ لداخ اور نوبرا سے تعلق رکھنے والے ۱۲۵ اقامتی طلباء بھی شامل ہیں۔ مدرسہ تمام اقامتی طلباء کی تعلیم وتربیت، خوراک، پوشاک اور رہائش کا مفت بندوبست کرتا ہے۔ اس کے علاوہ مدرسہ کی شایان شان عمارت کی تعمیر کا کام بھی زور شور سے جاری ہے۔ لہذا تمام اہل صوفیہ نوربخشیہ سے خواہ وہ دنیا کے کسی بھی حصے میں مقیم ہوں اپیل کی جاتی ہے کہ وہ اپنے صدقات، فطرہ وزکوٰۃ و چندہ جات سے تعاون فرما کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائیں۔ تاکہ مستقبل میں یہ درسگاہ مسلک صوفیہ نوربخشیہ اور دین اسلام کا مضبوط نظریاتی قلعہ ثابت ہو۔

تعاون کے طالب:

۱۔ انجمن صوفیہ نوربخشیہ ویلفیر آرگنائزیشن امباڑی ڈیرہ دون

۲۔ انجمن صوفیہ نوربخشیہ ویلفیر آرگنائزیشن پرتاپور نوبرا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب

ماہنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

شمارہ نمبر ۲۵ قیمت پندرہ روپے مئی جون ۲۰۰۱ء

بانی: ڈاکٹر غازی محمد نعیم ' مدیر: علامہ محمد بشیر ' آرٹ ڈیزائننگ: جی ایچ معروفی

خط و کتابت کا پتہ: 358-A سیکٹر نمبر G-6/1-1 اسلام آباد پاکستان

اکاؤنٹ نمبر UBL 17738 سکریٹریٹ برانچ اسلام آباد

نوائے صوفیہ میں شائع ہونے والے مضامین، خطوط، خبروں اور شرعی سوالات کی ذمہ داری مضمون نگار اور نامہ نگار حضرات پر عائد ہوتی ہے

فہرست مضامین

ایڈیٹر اینڈ پبلشر محمد بشیر نے انٹر گرافک پرنٹر آئی نائن فور اسلام آباد سے چھپوا کر دفتر نوائے صوفیہ ۳۵۱۔ اے جی سکس ون ون سے شائع کیا۔

الکتاب (گزشتہ سے پیوستہ)

قرآنِ مجید

مولوی عبدالحمید ایم۔اے

روحانی انسان اور تسخیرِ کائنات :

جو محیر العقول کارنامے مادی انسان مادی ذرائع اور اس بات کی وساطت سے سرانجام دیتا ہے ان سے ہزار ہا بڑھ کر تصرفات کا مظاہرہ ایک روحانی انسان کر سکتا ہے، کیونکہ اس کی قوتوں کا سرچشمہ اس کا مادی جسم نہیں بلکہ اس کی قوتوں کا سرچشمہ اس کی نورانی روح ہے جسم کو عالمِ خلق سے مناسبت ہے اور روح کو عالمِ امر سے۔ یہی وجہ ہے جب ایک روحانی انسان (حضرت ابراہیمؑ) وادیٔ مکہ میں کھڑے ہو کر حکمِ خداوندی و اذن فی الناس یا توک اعلانِ حج کی ندا دیتا ہے تو عالمِ انسانیت کا ایک ایک گوشہ بلکہ ماؤں کے رحموں میں زیرِ نمو بچوں کے کان بھی اس صدا سے گونج اٹھتے ہیں۔ جب روحانی انسان حضرت سلیمانؑ توجہ کرتا ہے تو بغیر جہازوں کے تختِ سلیمانی فضاؤں اور خلاؤں میں پرواز کرنے لگتا ہے۔ جب روحانی انسان حضرت بلالؓ زمینِ مدینہ پر چلتا ہے تو اس کے قدموں کی آہٹ سے جنت کی فضائیں بھی شبِ معراج میں گونج اٹھتی ہیں۔ جب روحانی انسان (حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نظر اٹھاتا ہے تو مسجدِ نبوی میں کھڑے ہو کر بغیر کسی مادے وسیلے کے میلوں دور غزوۂ تبوک کے احوال بیان کرتا ہے۔ حرمِ مکہ سے مسجدِ اقصیٰ کی محرابیں اور طاق بھی گن گن کر بتا دیتا ہے اور صلوٰۃ الکسوف کے لیے جائے نماز پر قدم رکھتا ہے تو جنت میں انگوروں کے خوشوں اور دوزخ میں عذاب کے مناظر تک بیان فرما دیتا ہے اور جب یہ روحانی انسان عازمِ سفر ہوتا ہے تو چشم زدن میں مکان و لامکان کی طویل مسافتوں کو چیر کر مقام "قاب قوسین" کی سیر کر کے واپس لوٹ آتا ہے۔ اگر انگشتِ شہادت کو آسمان کی طرف متوجہ کرتا ہے تو سینۂ ماہتاب کو دو لخت کر دیتا ہے۔ اگر ہاتھوں کو سمتِ مغرب کی طرف متوجہ کرتا ہے تو ڈوبے ہوئے سورج کو واپس لوٹا دیتا ہے۔

لہٰذا انسان کو چاہیے کہ دنیا اور مافیہا سے مستغنی ہو کر صرف ان چیزوں کے خالق کا محتاج ہو جائے اور اسی کی طرف متوجہ رہے مگر افسوس کہ دنیا کی ہر چیز اس کی غلامی اور اس کی تلاش میں سرگرداں ہوتی وہ خود دنیا کی ادنیٰ سے ادنیٰ منفعت اور دولت کے لیے سرگرداں ہے۔ آیت مذکورہ ہمیں یہ سبق یاد دلا رہی ہے کہ اے انسان تو دنیا کا غلام نہ بن تاکہ دنیا تیری غلامی کر سکے اور تو دنیا کی تلاش میں گم نہ ہو تاکہ دنیا تیری تلاش میں گم ہو سکے۔ بقول اقبالؒ۔

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مؤمن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہے آفاق

استویٰ کا معنی :

لفظ استویٰ جب الیٰ صلہ کے ساتھ آئے تو اس کا معنی ہوتا ہے کسی چیز کی طرف متوجہ ہونا یا کسی چیز کا قصد کرنا۔

سات آسمانوں کی تخلیق کا مفہوم :

جب اللہ تعالی نے زمین و آسمان کو معرض وجود میں لانا چاہا تو پہلے یہ ایک گیسی حالت (gaseous state) میں تھے چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ زمین و آسمان ملے ہوئے تھے پھر انہیں الگ الگ کیا اور پھر ہم نے ہر چیز کو پانی سے زندگی عطا کی۔

پھر آسمان کی طرف توجہ فرمائی وہ تو ایک دھواں سا تھا پھر اسے اور زمین کو کہا کہ چاروناچار آ۔

یہاں دھواں سے مراد آگ سے اٹھنے والا دھواں نہیں ہے بلکہ ایسی گیسی حالت (nebula) ہے جس میں ٹھوس مالیکیول موجود ہوں۔

السماء کا معنی :

عربی میں سما یسمو سموا کا مطلب اونچا ہونا السماء، سر کے اوپر والی ہر چیز یا بلندی ہے۔ (المنجد)

اس لحاظ سے آسمان سے بارش برسانے کا مطلب بھی یہی ہے نیز زمین کے مدار سے باہر (اوپر) کی جانب جو سیارے ہیں وہ اہل زمین کے لحاظ سے بلندیاں ہی تو ہیں اسی لیے بعض محققین کے نزدیک سات آسمان سے مراد وہ سیارے ہیں جن کا مدار زمین سے باہر کی جانب ہے۔

اگر سات راستوں سے مراد آسمانوں (planets) کے مدار ہیں تو یہ سائنسی حقیقت بھی واضح ہے کہ نظام شمسی کے نو سیارگان میں سے دو سیارے زہرہ اور عطارد کا مدار زمینی مدار (orbit) سے اندر کی جانب واقع ہے اور زمین سے باہر چھ سیاروں کا مدار ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ سات راستوں سے مراد اگر سات سیاروں کا مدار ہے تو ساتواں راستہ کون سا ہے اور سات آسمان سے مراد کون سا سیارہ ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ

ساتواں راستہ چاند کا مدار ہے جو زمین سے باہر کی جانب واقع ہے۔

سات زمینوں سے مراد :

قرآن مجید میں سات زمینوں کا جو ذکر آیا ہے اس سے سات براعظم مراد ہیں۔ امریکہ کے دو براعظم، آسٹریلیا اور انٹارکٹکا بعد کی دریافتیں ہیں مگر قرآن مجید میں اس کی اطلاع موجود ہے۔ ☆

بقیہ : رسالہ نوریہ

مٹا دیتا ہے۔ اگر بندہ بھی اس عالم میں فنا پا جائے اور خود کو حضرت حق، حضرت کل، حضرت لایتناہی (اللہ تعالی) کی تمام صفات آثاری، افعالی، صفاتی اور ذاتی سے متصف دیکھتا ہے تو اس کا علم تمام اشیاء کو محیط ہو جاتا ہے۔ تمام اشیاء اس کی عبادت کرتی ہیں اور تسبیح و تحلیل پڑھتی ہیں۔ وہ جب چاہے سب کو معدوم کرے اور جب چاہے ایجاد کرے۔

فعال لما یرید (ھود ۱۰۷) جو چاہے کرنے والا ہے۔

بن جاتا ہے یہ بقاباللہ کا مقام ہے۔ تمثیل کے طور پر مکمل لو لیا ہے زمان کے واقعات میں سے کچھ واقعات لکھے جاتے ہیں تاکہ فنا و بقا، صفات الوحیت سے متصف ہونا جیسا کہ تخلقوا باخلاق اللہ "اللہ کے اخلاق سے متصف ہو جاؤ۔" مصرح و مبین ہو جائے۔

کلام اقبالؒ

شہری ہو دہاتی ہو مسلمان ہے سادہ
مانند بتاں پجتے ہیں کعبے کے برہمن
میراث میں آئی ہے انھیں مسند ارشاد
زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن
(بال جبریل)

(گزشتہ سے پیوستہ)

مجموعۂ شریعتِ محمدیہؐ

ابو العرفان علامہ محمد بشیر

۱. بعد السبعة في التسبيح لا يكلف الله نفساً الا
وسعها لها ما كسبت و عليها ما اكتسبت
ت و في المغرب ربنا لا تزغ قلوبنا
او صيغة اخرى فيها الحمد لله او العظمة والكبرياء
لله رب العلمين ○ و ان يكرر التسبيح في
الركوع ثلاثا او سبعا و ان وقع تسعا ...... وان
يدعو فيه قبل التسبيح او بعده و الاولى في
الفرائض الاكتفاء بالتسبيح و في النوافل ضمه
.. صيغة الدعاء بهذه اللهم لك ركعت و
لك خشعت ولك اسلمت ...... او صيغ
اخرى تدل على الخشوع ○

ترجمہ

یا نماز صبح میں ان الفاظ کے ساتھ قنوت پڑھے۔ لا یکلف اللہ نفساً الخ یعنی اللہ کسی بھی نفس کو صرف اس کی طاقت کے مطابق ہی تکلیف دیتا ہے۔ نفس کی نیک کمائی اس کے لیے مفید ہے اور نفس کی خراب کمائی اس کے لیے نقصان دہ ہے۔ اے ہمارے رب اگر ہم سے کوئی بھول چوک یا غلطی سرزد ہو جائے تو تو ہماری گرفت نہ فرما۔ ہمارے رب، ہم سے پہلے والے لوگوں پر ڈالے گئے بوجھ کی مانند ہم پر کوئی بوجھ نہ ڈال۔ اے ہمارے رب ہم کو کسی ایسی چیز کے متحمل نہ بنا جس کی ہم میں طاقت نہ ہو۔ ہمیں معاف فرما۔ ہمیں بخش دے اور ہم پر ترس کھا، تو ہمارا کارساز ہے۔ کافر قوموں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔

نماز مغرب میں یہ قنوت پڑھے ربنا لا تزغ قلوبنا الخ اے ہمارے پروردگار اپنی ہدایت کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر۔ اپنے پاس سے ہم کو رحمت عنایت فرما۔ بے شک تو خوب عطا کرنے والا ہے۔ اے ہمارے پروردگار تو شک کی گنجائش نہ رکھنے والا اور لوگوں کو یکجا کرنے والا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اللہ وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔

یا قنوت میں ان کے علاوہ دیگر وہ الفاظ پڑھے جن میں دعائیں ہوں، حمد الٰہی ہو اور تمام جہانوں کے مالک اللہ کی بزرگی اور بڑائی کا ذکر ہو۔ رکوع میں تسبیح کو تین بار یا سات بار مکرر پڑھنا مسنون ہے۔ اگر تسبیح نو بار یا گیارہ بار وقوع پذیر ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ نیز رکوع میں تسبیح سے پہلے یا تسبیح کے بعد دعا کا پڑھنا مسنون ہے۔ فرض نمازوں کی بجا آوری کی صورت میں رکوع میں صرف تسبیح رکوع پر اکتفا کرنا بہتر ہے۔ نوافل کی بجا آوری کی صورت میں رکوع میں تسبیح کے ساتھ ساتھ دعا کا شامل کرنا بھی مسنون ہے۔ رکوع میں دعا کے الفاظ یوں ہیں۔

اللھم لک رکعت و لک خشعت و لک اسلمت الخ پروردگار میں صرف تیرے لیے رکوع کرتا رکرتی ہوں۔ صرف تیرے لیے عاجزی کرتا رکرتی ہوں۔ صرف تیری بندگی کے لیے سر تسلیم خم کرتا رکرتی ہوں اور صرف تجھ پر ایمان رکھتا

رہتی ہوں۔ میرے کان، میری نگاہ، میری ہڈی، میری رگ و ریشے، میرے بال، میری کھال اور میرا پورا وجود یہ سب کے سب تمام جہانوں کے مالک اللہ کے لیے عاجزی کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ عاجزی پر دلالت کرنے والے دیگر الفاظ بھی دعا میں پڑھے جاسکتے ہیں۔

وضاحت:

مذکورہ عبارتوں میں قنوت وغیرہ کے بارے میں امور ذیل کی واضح نشاندہی کی گئی ہے۔

۱۔ بہترین انتخاب کی آخری دو صورتیں۔

۲۔ عدم تخصیص۔

۳۔ تسبیح رکوع کا مکرر پڑھنا۔

۴۔ شمولیت دعا۔

۵۔ بہتر صورت۔

تفصیلِ وضاحت:

۱۔ قنوت کے لیے بہترین الفاظ کے انتخاب کی چار صورتیں تھیں۔ دو صورتوں کا انتخاب عام دعاؤں پر مشتمل تھا جو ان کے شمارے میں آچکا ہے۔ آخری دو صورتوں کا انتخاب قرآنی آیتوں پر مشتمل ہے۔ چنانچہ نماز صبح کے لیے قنوت کا انتخاب سورہ بقرہ کی آخری آیت نمبر ۲۸۶ ہے جو لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا الخ ہے۔ یہ بہترین انتخاب کی آخری دونوں صورتوں میں سے پہلی صورت ہے۔ قنوت مغرب کے لیے جن قرآنی آیتوں کا انتخاب کیا گیا ہے وہ سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۸ اور آیت نمبر ۹ پر مشتمل ہے جو ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا الخ ہے۔ یہ بہترین انتخاب کی آخری دونوں صورتوں میں سے دوسری صورت ہے۔

۲۔ عدم تخصیص کا مطلب یہ ہے کہ قنوت کے لیے بہترین انتخاب کی جن صورتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے وہ انہی چاروں صورتوں تک محدود مخصوص نہیں ہے بلکہ ان کے علاوہ عام دعاؤں اور قرآنی آیتوں پر مشتمل دیگر دعائیں بھی بطور قنوت پڑھی جاسکتی ہیں۔ علاوہ ازیں جو قنوت جس نماز کے لیے مذکور ہوا ہے وہ اس کے علاوہ دوسری فرضی نماز کے لیے بھی پڑھا جا سکتا ہے۔

۳۔ تسبیح رکوع کا مکرر پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ رکوع کی حالت میں جو تسبیح یعنی سبحان ربی العظیم الخ پڑھی جاتی ہے اسے ایک بار کا پڑھنا واجب ہے۔ ایک سے زائد بار پڑھنا مسنون ٹھہرتا ہے۔ زائد بار خواہ تین بار ہو خواہ سات بار ہو روا ہے۔ اگر گیارہ بار کا پڑھنا بھی وقوع پذیر ہو جائے تو درست ہے۔ تاہم اجتماعی ادائیگی کی صورت میں امام تین بار کے پڑھنے پر اکتفا کرے تو بہتر ہے تاکہ نماز گزاروں کو اکتا دینے والی طوالت سے بچایا جاسکے۔

۴۔ شمولیت دعا کا مطلب یہ ہے کہ حالتِ رکوع میں تسبیح مذکور پڑھ لینے کے بعد نماز گزار مزید دعائیں بھی شامل کرنا چاہے تو ایسا کر نا شرعاً روا رکھا گیا ہے، چنانچہ رکوع میں تسبیح رکوع کے علاوہ پڑھی جانے والی دعا کی ایک مثال یوں مذکور ہوئی ہے کہ اللّٰھم لک رکعت و لک خشعت الخ دعا مذکور کے علاوہ خضوع و خشوع کے الفاظ پر مشتمل دیگر دعائیں بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔

۵۔ بہتر صورت کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ حالت رکوع میں اگر نماز گزار رکوع کی تسبیح کے علاوہ مزید دعائیں شامل کرنا چاہے تو نوافل کی بجاآوری کی صورت میں ایسا کرنا بہتر ہے۔ فرض نمازوں کی ادائیگی کی صورت میں ...... (باقی صفحہ ۱۶ پر)

ادب تصوف (گزشتہ سے پیوستہ)

رسالۂ نوریہ

تصنیف : میر سید محمد نوربخشؒ

ترجمہ : غلام حسن نوربخش

تجلیات میں فنا اور اس کی اقسام :

جان لو اللہ تعالیٰ تجھے تمام مراتبِ فنا سے فنا کر دے (آمین) فنائے فنا لا یتناہی ہے۔ تجلیات میں سے ہر ایک فنا کی مقتضی ہے۔ اس مقدمہ کی بناء پر فنا لا یتناہی ہوتا ہے۔ اما کلیت کے لحاظ سے فنا کی دو اقسام ہیں۔ (۱) جزوی (۲) کلی

فنائے جزوی یہ ہے کہ صاحبِ تجلی کا تعین و تشخص فانی ہو جائے۔

فنائے کلی یہ ہے کہ تمام سفلی و علوی تعینات، ملک و ملکوت، ذاتِ حق کے انوار کے پرتو میں ذرات کی مانند فانی ہو جائے۔

ان میں سے ہر ایک فنا پھر دو اقسام میں تقسیم ہوتی ہے: (۱) دفعی اور (۲) تدریجی

فنائے جزوی تدریجی

فنائے جزوی تدریجی یہ ہے کہ صاحبِ تجلی کے بعض اعضاء محو ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ (آہستہ آہستہ) اس کے تمام اعضاء و جوارح، حواس و قویٰ محو ہو جاتے ہیں اس قسم کا محو ہو جانا طور محو (عادات و اوصاف بشری کو مٹانے) کا مقتضی ہوتا ہے۔

فنائے جزوی دفعی :

فنائے جزوی دفعی یہ ہے کہ صاحبِ تجلی ایک دم آناً فاناً محو محض اور فانی صرف بن جاتا ہے۔ اس قسم کا محو ہو جانا طمس ...

سالک کا مقتضی ہوتا ہے۔

فنائے کلی تدریجی :

فنائے کلی تدریجی یہ ہے کہ پہلے موالید (پیدا کی ہوئی چیزیں) محو ہو جاتے ہیں۔ پھر عناصر پھر افلاک، پھر ملکوت، پھر جبروت، پھر صاحبِ تجلی خود۔ یہ طور فنا تجلیاتِ جمالی کا مقتضی ہوتا ہے۔

فنائے کلی دفعی :

فنائے کلی دفعی یہ ہے کہ تمام غیبی و شہودی تنزلات و تعینات صاحبِ تجلی سمیت ایک دم محو جاتے ہیں۔ یہ طور فنا تجلیاتِ جمالی کا مقتضی ہوتا ہے۔ فنا فی اللہ سب سے اعلیٰ فنا ہوتا ہے یعنی حضرت حق تعالیٰ اپنی تمام صفات کے ساتھ اس پر تجلی فرماتا ہے اور صاحبِ تجلی حضرتِ کل (حق تعالیٰ) میں فانی ہو جاتا ہے۔

بقا باللہ :

جان لو اللہ تجھے ہمیشہ فنا فی اللہ رکھے (آمین) کہ فضائے بقا لا یتناہی ہوتی ہے اسی طرح ...... فنا بھی لا یتناہی ہوتی ہے کیونکہ فنائے جزوی، کلی، تدریجی اور دفعی کے لحاظ سے بقا ہوا کرتی ہے اور تجلیات اسماء و صفات سے ہر ایک کو الگ الگ بقا ملتی ہے کیونکہ بقا باللہ ہر بقا سے اعلیٰ ہے وہ یوں کہ اللہ تعالیٰ اپنی تمام صفات کے ذریعے تجلی فرماتا ہے اور بندے کو فانی

(باقی صفحہ ... پر)

ادبِ تصوف

کلامِ مولاؔ

تصنیف : آدم الاولیاء حضرت علی مرتضیٰ

منظوم ترجمہ : ڈاکٹر غازی محمد نعیم

تعارف :

مولائے متقیان آدم الاولیاء حضرت علی علیہ السلام کی ذاتِ مقدس سلسلۃ الذہب الصوفیہ سمیت تمام سلاسلِ تصوف کا مرجع ہے۔ آپ ایک بلند پایہ شاعر بھی تھے اور آپ کا دیوان عربی ادب کا لازوال سرمایہ ہے۔ ڈاکٹر غازی محمد نعیم نے محبان علی کی تسکین ذوق کی خاطر "دیوان علی" کو "کلام مولاؔ" کے نام سے اردو شاعری کا جامہ پہنایا ہے۔ ذیل میں اس زیر اشاعت کتاب سے کچھ نظمیں عجز و نیاز کے مندرجہ ذیل اظہار کے ساتھ قارئین نوائے صوفیہ کی نذر کی جاتی ہیں۔

یں کہاں اور کہاں کلامِ علی
جانتا ہے خدا مقامِ علی
ن سکوں تو یہی کمال مرا
ک پائے سگِ غلامِ علی

دُعا

ایا من لیس لی منک المجیر	اے خدا ثابت قدم رکھ دل مرا مضبوط کر
بعفوک من عذابک استجیر	اے خدا تُو پاک ہے، کافی ہے مجھ کو تیرا در

نسب و علم

النّاس من جهة التّمثال اکفاء	شکل و صورت میں سب بشر یکساں
ابوهم ادم والام حوّاء	باپ آدم ہے سب کا، حوّا ماں

و انما امهات الناس اوعية" — مائیں تو نطفہ کے ظروف ہیں سب
"مستودعات" و للاحساب آباء — باپ ہی سے ہے اعتبارِ نسب

فان یکن لهم من اصلهم شرف" — جس کو عزت نسب سے ہے حاصل
یفاخرون به فالطین والماء — ہے حقیقت بس اس کی آب و گل

و ان اتیت بفخر من ذوی نسب — ہاں نسب ہی جو وجہ عزت ہے
فان نسبتنا جود" و علیاء — تو ہمارا نسب سخاوت ہے

لا فضل الا لاهل العلم انهم — فضل تو اہل علم ہی کو ملا
علی الهدی لمن استهدی ادلآء — ہیں وہی رہنمائے اہلِ ہدا

قیمة المرء ما قد کان یحسنه — صرف نیکی بشر کی قیمت ہے
والجاهلون لاهل العلم اعدآء — جہل کو علم سے عداوت ہے

رنج اور خوشی

اذا اشتملت علی الیأس القلوب — گھیر لے جب دلوں کو حسرت و یاس
و ضاق لما به الصدر الرّحیب — تنگ ہو سینہ اور غم ہوں حواس

و اوطنت المکاره' واطمانت — جب خوشی کے پھریرے غائب ہوں
و ارست فی اماکنها الکروب — لنگرانداز جب مصائب ہوں

(جاری ہے)

نور بخشیات (گزشتہ سے پیوستہ)

تعارفِ صوفیہ نوربخشیہ

مولانا شکور علی انور فاضل عربی۔ بی۔ اے، بی۔ ایڈ

اہمیتِ مُرشد :

حضرت شاہ سید محمد نور بخشؒ فرماتے ہیں کہ ہر نمازی کے لیے چاہے وہ عام آدمی ہو یا خاص نیت اور تکبیر احرام کے وقت دل کو حاضر رکھنا اور غفلت سے بچنا ضروری ہے۔۔ ادنیٰ درجے کی حالت ہے۔ اعلیٰ درجے کی حالت یہ ہے کہ پوری کی پوری نماز میں دل کو حاضر رکھے کیونکہ حضوری قلب کے بغیر کوئی نماز بااثر ثابت نہیں ہو سکتی۔ اسی وجہ سے دل کو حاضر رکھنے کی خاطر سات مرتبہ تک تکبیر مکرر پڑھنا جائز ہے اس سے زیادہ جائز نہیں۔ بشرطیکہ دل حاضر رہے۔ لا صلوٰۃ الا بحضور القلب لیکن اگر حضوری قلب نہ ہو تو ضرورت کی نماز بھی پڑھے۔ اس کے بعد دل کے علاج میں لگ جائے۔ دل سے وسوسوں کو روکنے، حسی تعلقات کو توڑنے، نفسی رکاوٹوں کو دور کرنے اور حرص دنیا کو ترک کرنے میں لگ جائے کیونکہ ترکِ دنیا راس کل عبادۃ یعنی ہر عبادت کی جڑ ہے۔ نیز ایک ایسے دل کے ڈاکٹر اور روحانی حکیم کی تلاش میں لگ جائے جو دلوں کا اور دلوں کے عیبوں کا علاج کر سکتا ہو۔ (الفقہ الاحوط باب الصلوٰۃ)

نیز ضرورتِ مرشد کی طرف بابِ اعتکاف میں بھی صراحت موجود ہے چنانچہ سید محمد نور بخشؒ فرماتے ہیں:

"پس جو شخص اعتکاف کرنا چاہے تو اس کے لیے واجب ہے کہ وہ اعتکاف کی شرطوں، ارکان، مسنون افعال اور آدابِ اعتکاف کو کسی ایسے عالم ربانی سے سیکھ لے جو بکثرت اعتکاف کر چکا ہو اور اعتکاف کے فوائد سے سرفراز ہو چکا ہو۔ اگر ایسے عالم کے پڑوس میں کوئی اعتکاف کے لیے بیٹھ جائے تو اسے بڑی کامیابی حاصل ہو گی۔

مریدِ حقیقی :

اصلاحِ قلب واصلاحِ احوال کے لیے کسی شیخ کامل کا مرید بننا پڑتا ہے۔ اس لیے نوربخشی چودہ کلماتِ مقدسہ میں مرید مرشد کا بلند اعتقادی اور مستحکم عرفانی نعرہ موجود ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ فرد کو ایک مصلح کی ضرورت ہے جو اس کی باطنی اور نفسیاتی کمزوریوں پر نظر رکھے اور صحت وسلامتیٔ قلب وایمان کے سلسلے میں اسے تعلیم دے اور اس کے دردِ دل کا علاج کرے۔

حضرت شیخ کامل شہاب الدین سہروردیؒ فرماتے ہیں کہ وہ مرید صادق جس کا باطن آتشِ ارادت سے شعلہ بار ہے وہ ابتداءِ کار اور شدتِ ارادت میں ایک مارگزیدہ شخص کی طرح ہوتا ہے جو دوا اور جھاڑ پھونک کرنے والے کا متلاشی اور حریص ہوتا ہے۔

(عوارف المعارف ص ۲۴۲)

یعنی سانپ کا ڈسا ہوا انسان کسی زہر زائل کرنے والے ڈاکٹر حکیم یا جھاڑ پھونک کرنے والے کی تلاش کرتا پھرتا ہے اور

تمنا رکھتا ہے کہ کوئی ایسا شخص مل جائے جو میرے اس زہر کو ختم کر دے اور خطرہ ٹال کرے، چبن کو زائل کرے۔

اگر خوش قسمتی سے ایسا کوئی معالج یا حکیم روحانی مرشد کامل نصیب ہو جائے تو شیخ کے باطن سے مرید مریض کو ایسا فیضان ملتا ہے اور توجہ صادق نمودار ہوتی ہے کہ مرید کا باطن از خود شیخ کی محبت اور ارشادات کی تاثیر اور قلبی کشش سے لبریز ہو جاتا ہے۔ جب شیخ صفات و اخلاق میں مرشد کی اصلی شرائط و درجات سے متصف ہو تو نگاہِ شوق کو کہنا پڑتا ہے کہ جا اینجاست۔

اہلِ سعادت و بشارت کی علامت یہی ہے جس کی طرف قرآن مجید نے اشارہ فرمایا ہے۔

وابتغوا الیہ الوسیلہ (مائدہ ۳۵)

"تم اللہ تک پہنچنے کے لیے کوئی ذریعہ ڈھونڈو۔"

اس آیت سے حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی" یہ مراد لیتے ہیں کہ طلب کنید دوستی فقرا، و مجاہدہ اختیار کنید بہ فرمان ایشان تا اخلاص یابید از اوصاف ذمیمہ (العروۃ)

یعنی فقیروں کی محبت اور مجاہدہ اختیار کرو جو ان کے حکم کے مطابق ہو تاکہ اوصاف ذمیمہ سے خلاصی حاصل ہو جائے۔

چنانچہ ان کے نزدیک مرشد وہی ولی کامل ہو سکتا ہے جو ظاہر و باطن میں مریدوں کی اصلاح کر سکے۔ جو صفت و ولایت پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے وراثت میں ملی ہے۔

(العروۃ ص ۲۸۳)

حضرت علاؤالدولہ سمنانی" لوگوں کے درجات متعین کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ لوگ عام زندگی میں بادشاہ کی رعیت کی صورت میں ہوتے ہیں اور شریعت میں علماء کے شاگرد ہوتے ہیں اور طریقت میں شیخ کے مرید اور حقیقت میں ہادی برحق کے بندے ہوتے ہیں۔ امت محمدیہ سے منسلک سبھی لوگوں کا یہی حال ہے۔

مرشدِ حقیقی:

ان محولات کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ شیخ علم و معرفت اور تصوف کے حقائق و اسرار سے باخبر اور رموز عشق کے شناور ہوتے ہیں۔ عالم عرفان کے سیار ہوتے ہیں۔ عشق چونکہ عرفان حق کی جمالیات پر موقوف ہوتا ہے جو دراصل ایک قلبی واردات اور فضل و عطا کا موجب ہے اس لیے یہ کتابوں کے مطالعے سے زیادہ مظاہر و اعیان کے مشاہدوں اور کشف والہام کے روشن محرابوں سے جلوہ پذیر ہوتا ہے۔ اس لیے اس کے لیے لمبی مدت کی ریاضت و مجاہدہ اور ذکر و فکر کی ضرورت رہتی ہے۔ اس میں نظر شیخ کارفرما ہو جائے تو یہ معاملہ اور بھی عزت افزائی اور فضل و رحمت خداوندی کا ذریعہ بنتا ہے۔ اس لیے طریقت میں شیخ کی ضرورت رہتی ہے۔ شیخ کے بغیر مرید اپنی قلبی بیداری حاصل نہیں کر سکتا اور روحانی قوتوں کو بروئے کار لائے بغیر یہ ہما اس کے سر پر نہیں اترتا اس لیے شیخ حسب ضرورت اس کی مشکلات کو دور کرنے اور ترقی درجات کا سامان پیدا کرنے اور امراض نفسانی کا درمان بننے میں ماہر ہوتا ہے۔

حدیثِ شریف میں آتا ہے۔

الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ

"شیخ اپنی قوم میں وہ حیثیت رکھتا ہے جو امت میں نبی کی ہوتی ہے۔"

اور حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

من لم یری مفلحا لم یفلح

"جو شخص ایک رہبر حقیقی کو نہ پائے تو وہ فلاح حاصل نہیں کر

سکتا۔"

حضرت شاہ سید محمد نور بخشؒ نے بھی یہ حدیث شریف نقل فرمائی ہے کہ

من لا شیخ له فشیخه الشیطان

"طریقت میں جس کا کوئی مرشد نہ ہو اس کا مرشد شیطان ہوتا ہے۔"

پس مرید کو چاہیے کہ وہ کسی مرشدِ حقیقی کے دامن کو پکڑے تاکہ وہ مرید پر تصرف کرے ورنہ شیطان ہوگا جو انسان کے جسم میں خون کی طرح سرایت کرے گا وہ اپنا تصرف شروع کرے گا کیونکہ ارشاد ہے کہ

ان الشیطان یجری من ابن آدم یجری الدم

"یقیناً شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح سرایت کرتا ہے۔"

پھر وہ ایسی کمین گاہوں سے انسان پر حملہ کرتا ہے کہ اس کے دل کو وسوسہ، شک، تردد، غفلت اور معصیت و گمراہی کی ہلاکتوں میں پہنچا دیتا ہے اور شیخ اس راہ میں اس کے اشرار سے دفاع کرنے کی تربیت کرتا ہے۔

پیر باید راہ را تنہا مرو
و از سر عمیا درین دریا مرو

یہ ایک بدیہی چیز ہے جس کے بارے میں عرب کہتے ہیں الفاسد یدعوا الی الفاسد "برے لوگ برائی کی طرف دعوت دیتے ہیں۔" اور المصلح یدعو الی المصلح "اصلاح کرنے والے تو ہادیٔ حقیقی کی طرف دعوت کرتے ہیں۔"

حضرت محدثِ حقیقت، مرشدِ طریقت، قطب الاقطاب سید علی ہمدانیؒ فرماتے ہیں۔

"صحیح معنوں میں طاعت خداوندی کی بجاآوری کے لیے کسی راہِ حق کے جاننے والے، شریعت و طریقت کی منزلیں طے کرنے والے اور اسرار حقیقت کا ذوق رکھنے والے پیر و مرشد کی صحبت اختیار کرنا ناگزیر ہے کیونکہ جس طرح بادشاہ کی خدمت بادشاہوں کے مقرب لوگوں کے سوا کوئی خوبی جا نہیں لا سکتا اسی طرح قربِ خداوندی کے دقیق اسرار اور رموز راہِ سلوک پر چلنے والوں کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ جس طرح جب کوئی کسی بادشاہ کی قربت حاصل کرنا چاہتا ہے تو بادشاہ کے کسی بھی قریبی مصاحب کی صحبت اختیار کرلیتا ہے کیونکہ اس کے بغیر منزل مراد یعنی بادشاہ تک رسائی نہیں ہوسکتی، اسی طرح جو کوئی اللہ کی محبت اور رضا حاصل کرنا چاہتا ہے تو جب تک عالم وحدت کی سیر کرنے والے کسی مردِ کامل کے دامنِ ارادت سے وابستہ نہیں ہوجاتا مراد حاصل نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اتخذوا الایادی عند الفقراء فان لهم دولة

"دستِ ہمت سے فقراء کا دامن تھام لو کیونکہ وہی اہل دولت ہوتے ہیں۔"

یعنی دستِ طلب سے درویشوں کا دامن تھام لو کیونکہ حقیقت میں اربابِ دولت و مملکت تو وہی لوگ ہیں۔

حضرت شاہ ہمدانؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں انّ کا لفظ مبالغہ کے لیے استعمال ہوا ہے یعنی ایسی دولت جس کی کوئی انتہا نہیں، ایسی سلطنت جس کی شان و شوکت کی کوئی غایت نہیں۔

(رسالہ درویشیہ ص ۶۲)

صوفیہ نوربخشیہ کی تعلیمات کا مغز یہی ہے جس کو عنوان بالا کے ضمن میں درج کیا گیا ہے۔ (جاری ہے)

میر سید محمد نوربخشؒ اور مسلکِ نوربخشیہ

سجاد حسین بی ایس سی (سلور میڈلسٹ)، ایم ایس سی آنرز

عنوان بالا زیر نظر مضمون کا لب و لباب بھی ہے اور ڈاکٹر غازی محمد نعیم کی نو تالیف کتاب کا نام بھی۔ غوث المتاخرین سید العارفین میر سید محمد نوربخشؒ ایک ہمہ گیر اور ہمہ جہت شخصیت کے مالک نابغۂ روزگار ہستی ہیں جن کی نظیر صدیوں تک پیدا ہونا مشکل ہے۔ نوربخشؒ مفکر اسلام ہیں اور امت مرحومہ اور ملت اسلامیہ کے ایک عظیم محسن بھی۔ آپ عالم روحانیت میں قطب زمان کے مرتبے پر فائز ہونے کے ساتھ علمی دنیا میں ایک عظیم فقیہ اور مجتہد کے طور پر بھی تسلیم کیے جاتے تھے۔ آپ شارح شریعت، رہنمائے طریقت اور اتحاد بین المسلمین (Pan Islamism) اور رفع اختلاف بین المسلمین کے علمبردار ہیں۔ آپ نے شریعت محمدیہ کو افراط و تفریط سے پاک کر کے بدعات کا خاتمہ بھی فرمایا ہے۔ آپ کی عظمت و رفعت زمان و مکان کے حدود سے ماورا اور "ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما" کی مصداق ہے۔ اور آپ کے افکار عالیہ سے فکری اور وجدانی رہنمائی حاصل کرنا عالم اسلام کا ملی فریضہ ہے۔

نوربخشؒ نے شریعت محمدیہ کے احیاء اور رفعِ اختلاف کے عظیم مشن کی تکمیل کے لیے "الفقہ الاحوط" اور "کتاب الاعتقادیہ" جیسی شہرۂ آفاق اور زندۂ جاوید کتابیں لکھ کر دین ملا فی سبیل اللہ فساد کے قابل مذمت رجحان کا قلع قمع فرمایا ہے۔

علمائے اسلام کے درمیان اختلاف کی

حقیقت:

علمائے اسلام کے درمیان غیر بنیادی، غیر منصوص اجتہادی مسائل میں طبعی میلان، ذوق اور فہم و فراست میں اختلاف و تفاوت کی بنیاد پر اختلاف ہونا ایک فطری امر ہے۔ جو ثبوت، صحت اور دلالت میں قطعی نہیں بلکہ ظنی ہوتے ہیں۔ یہ اختلافات عموماً حلال و حرام اور جائز و ناجائز کا نہیں بلکہ تقویٰ اور تقویٰ، اولیٰ اور عدم اولیٰ اور احوط و ایسر کی بنا پر ہے۔ معاشرتی اور عمرانی اعتبار سے مسلک نوربخشیہ بالخصوص ایک عبوری دور (transition period) سے گزر رہا ہے۔ گزشتہ چند عشروں میں اس مسلک کے پیروکاروں میں علم و آگہی کو فروغ ملا ہے جو ترقی کی علامت ہے اور ماہرین عمرانیات (sociolo-gists) کے نزدیک ہر معاشرتی تبدیلی سماجی مسائل اور اختلافات کا ایک دروازہ بھی کھول دیتی ہے لہٰذا کسی معاشرے میں ایسے اختلافات کا پیدا ہونا ایک معاشرتی حقیقت ہے۔

اختلاف اور مخالفت میں فرق:

کسی امر پر ٹھوس اور پختہ دلیل کے ساتھ بات کرنا اور نیک نیتی کے ساتھ دوسرے کی رائے کو رد کرنا اور اپنے دعویٰ کو علم کی بنیاد پر ثابت کرنا اختلاف کے زمرے میں آتا ہے جبکہ بلا دلیل کسی دوسرے کی بات یا رائے کو مخالفت برائے مخالفت کے جذبے کے تحت رد کرنا مخالفت کے زمرے میں آتا ہے۔

تعمیری اختلاف کو اسلام نے پسندیدہ قرار دیا ہے جو تعمیری نتائج پر منتج ہوتا ہے۔ مخالفت وہ رویہ ہے جس میں متعصبانہ، متشددانہ، حاسدانہ، ریاکارانہ اور مفاد پرستانہ عناصر موجود ہوتے ہیں اور حسد، بغض، عناد، حب جاہ، ریاکاری، ضد، ہٹ دھرمی، عجب و غرور جیسے رذائل سے مملو ہوتا ہے جو شرعی اور اخلاقی اعتبار سے قابلِ مذمت ہے۔

تعلیماتِ نور بخش اور آدابِ اختلاف:

پس اس کلیے کی روشنی میں اگر میر سید محمد نور بخش کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوا جائے تو مخالفت برائے مخالفت کا دروازہ بند ہو سکتا ہے اور افراط و تفریط سے پاک متوسط راہ پر گامزن ہونا ممکن ہو سکتا ہے اور کسی بھی کلمہ گو کے حق میں کفر و شرک کے فتوی صادر کرنے کے رجحان کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔

عالمِ دین اور دانشور میں فرق:

بدقسمتی سے اہلِ اسلام بالعموم اور اہلِ نوربخشیہ بالخصوص عالمِ دین اور محقق و دانشور کا فرق سمجھنے میں قاصر نظر آتے ہیں۔ عالم دین شرعی اور اجتہادی مسائل حل کرتا ہے اور شرعی قوانین اور احکامات کی تشریح کرتا ہے جبکہ دانشور کا کام عمرانی، تاریخی، مذہبی اور دیگر علوم انسانی کی تاریخ اور ارتقاء کو بیان کرتے ہوئے کسی طرح تک مستقبلیات پر بحث کرتا ہے۔ کسی عالم دین کے لیے مناسب نہیں کہ وہ دانشورانہ امور میں تحقیق کے مسلمہ اسلوب سے ہٹ کر شرعی اور اجتہادی رنگ بھرتا پھرے۔ اسی طرح دانشور کو بھی روا نہیں کہ وہ شریعت و اجتہاد کی باریک بینیوں میں پڑ کر اجتہاد کرتا پھرے۔ شرعی اجتہاد علماء کا کام ہے اور فلسفہ، تاریخ اور تحقیق اور دیگر علوم انسانی میں خوطہ خوری دانشور کا کام۔ ہر ایک کو اپنے کام سے کام رکھنا چاہیے۔

"میر سید محمد نور بخش اور مسلکِ نوربخشیہ"

ڈاکٹر غازی محمد نعیم جو "میر سید محمد نور بخش اور مسلک نوربخشیہ" کے عنوان سے بڑی عرق ریزی سے مسلک نوربخشیہ کی تاریخ کو طویل تحقیق کے بعد صفحۂ قرطاس پر منتقل کیا ہے وہ اس مسلک کی ایک محققانہ تاریخ ہے جو مسلک نوربخشیہ کو سمجھنے کے لیے ایک انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔ صاحب کتاب نے تحقیق کے جدید اصولوں اور معیارات کو حتی الامکان پیش نظر رکھتے ہوئے اس کتاب کو 'تالیف' کہا ہے اس لیے اس میں کسی قسم کا بھی اجتہادی اور شرعی رنگ بھرنے کی کوشش کرنا بے معنی ہے تاہم تحقیقی نقطۂ نظر سے اگر کسی کو اختلاف ہو تو علمی دلائل اور براہین کے ساتھ صاحبِ کتاب کو تحریری طور پر آگاہ کرنا علم و اخلاق کا تقاضا ہے جس کی طرف مصنف نے خود قارئین کرام کی توجہ ان الفاظ میں دلائی ہے۔

"اہل تحقیق سے گزارش ہے کہ وہ اس کتاب کی تمام لغزشوں سے مجھے آگاہ فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں ان کی اصلاح ہو سکے۔..........." (میر سید محمد نور بخش...... ص ۱۰)

راقم کی رائے میں اختلاف ہر کسی کا فطری حق ہے اور تعمیری اختلاف کار ثواب ہے البتہ مخالفت برائے مخالفت اہل علم کا شیوہ نہیں ہے۔ اہل تحقیق کا منصب اس قسم کے لایعنی اختلاف بھی بہت بلند ہوتا ہے۔

تمام اہل علم حضرات سے میری درخواست ہے کہ وہ تعمیری اختلاف کا رویہ اپنائیں اور تخریبی اختلاف سے گریز فرمائیں کیونکہ یہی میر سید محمد نور بخش کی تعلیمات کی اصل روح ہے۔ ☆

و ما علینا الا البلاغ

فکر و نظر

خاندانی منصوبہ بندی کی شرعی حیثیت

احمد علی عارف فاضل عربی پنجاب یونیورسٹی لاہور

خاندانی منصوبہ بندی اور احادیثِ نبویؐ :

احادیث میں عزل اور اختصاء کی اصطلاحیں ملتی ہیں۔

عزل کی تعریف :

عزل سے مراد ایسی صورت اختیار کرنا ہے جس سے مادہ منویہ رحم میں نہ پہنچے۔

۱۔ جابر بن عبداللہ سے مروی ہے۔

کنا نعزل علیٰ عهد النبیؐ والقرآن ینزل

(بخاری جلد ۲)

۲۔ سئل رسول اللہ عن العزل فقال ما من کل ما الماء یکون الولد لو اراد اللہ خلق شیء

۳۔ عن جابر کنا نعزل علیٰ عهد النبیؐ فبلغ ذالک نبی اللہ فلم ینهنا

"جابر سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں ہم حضورؐ کے دور میں عزل کرتے تھے جب یہ بات رسول اللہ تک پہنچی تو آپؐ نے منع نہیں فرمایا۔

۴۔ جلس الی عمر علی و ابن الزبیر و سعد فی نفر من اصحاب النبیؐ فتذکروا العزل فقالوا لا باس به

"حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ اور ابن زبیرؓ اور حضرت سعدؓ حضور اکرمؐ کے صحابہ کرام میں بیٹھے ہوئے تھے تو عزل کی بحث چھڑی تو انہوں نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں۔

نساء کم حرث لکم کی تفسیر میں عبداللہ بن عیاش فرماتے ہیں۔

معناه ان شاء عزل و ان شاء لم یعزل و هو منقول عن سعید بن المسیب

(تفسیر کبیر ص ۳۵۴)

یعنی اس کے معنی ہیں اگر چاہے تو عزل کرے ورنہ نہ کرے۔

عزل کے بارے میں مختلف مسالک کی آراء :

شوافع : حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں :

صحیح مسلم اور دیگر کتب احادیث میں ہے کہ حضورؐ سے عزل کے بارے میں دریافت کیا گیا تو حضورؐ نے نہیں فرمایا کہ نہ کرو بلکہ خلاف اولیٰ کہا ہے۔ فقہائے شافعی کا دوسرا قول یہ ہے کہ جب عورت منع کرے تو عزل کرنا جائز نہیں جب راضی ہو تو دو قول ہے اور صحیح یہ ہے کہ جائز ہے۔

(فتح الباری)

حنابلہ : علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں کہ عزل مکروہ ہے۔ اس کی کراہت حضرت علی، حضرت عمر اور ابن مسعود سے مروی ہے کیونکہ اس میں نسل کو کم کرنا مقصود ہوتا ہے جب کہ حضورؐ نے فرمایا۔ تناکحوا تناسلوا تکثروا تم نکاح کرو نسل بڑھاؤ۔ اور فرمایا۔ سوداء" ولود" خیر" من حسناء عقیمهم "چ

پیدا کرنے والی کالی عورت حسین بانجھ سے بہتر ہے" اور ضرورت کے وقت عزل جائز ہے۔

(المغنی جلد ۷ ص ۲۲۶ ـ ۷ ـ ۲۲)

مالکیہ : امام مالک فرماتے ہیں کہ کوئی شخص آزاد عورت سے اس کی اجازت کے بغیر عزل نہ کرے اور باندی سے اجازت کے بغیر جائز ہے۔

(موطا ص ۵۳۳)

احناف : علامہ ابوالحسن مرغینانی حنفی نے فرمایا کہ اپنی لونڈی سے اجازت کے بغیر عزل کر سکتا ہے اور بیوی سے اجازت لے کر عزل کرے کیونکہ حضورؐ نے بیوی سے بغیر اجازت عزل سے منع فرمایا ہے اس لیے کہ وطی کی آزادی بیوی کا حق ہے تاکہ اس کی خواہش پوری ہو اور اولاد کا حصول ہو یہی وجہ ہے کہ خاوند کے نامرد ہونے کی صورت میں فسخِ نکاح کا حق محفوظ ہے۔

(الهدایہ فتح القدیر ج ۸)

امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ عزل کی اباحت و کراہت کے بارے میں چار مذاہب ہیں۔ بعض نے جائز قرار دیا ہے، بعض نے مکروہ تحریمی، بعض نے عورت کی اجازت کے ساتھ موقوف کر دیا۔ امام غزالیؒ نے فرمایا ہمارے نزدیک عزل جائز ہے۔

صوفیہ نوربخشیہ :

شاہ سید محمد نوربخشؒ الفقہ الاحوط میں عزل کے بارے میں فرماتے ہیں:

و یکرہ العزل عن الحرۃ الأ برضاها و لو عزل عن الامۃ لم یحتج الی رضاها

(الفقہ الاحوط باب النکاح)

"آزاد عورت سے اس کی رضامندی کے بغیر عزل کرنا مکروہ ہے اگر لونڈی سے اس کی اجازت کے بغیر عزل کرے تو جائز ہے۔"

ضبطِ تولید کے مروجہ طریقوں کی حلت و حرمت :

موجودہ دور میں ضبطِ تولید کے لیے استعمال ہونے والے عام ذرائع درج ذیل ہیں۔ کھانے والی گولیاں (contra-ceptive pills) اور انجیکشن، کیمیاوی اشیاء جیسے فوم (foam) جیلی (jelly) اور کریم (cream) وغیرہ، کانڈم (condom)، ڈایافرام (diaphragm)، چھلہ (IUCD)، زنانہ نل بندی (tube ligation)، مردانہ نس بندی (vasectomy)۔

نل بندی : ضبطِ تولید کے اس مستقل طریقے میں بچہ دانی کی نالی کو باندھنے سے عورت بچہ پیدا کرنے کے قابل نہیں رہتی۔

نس بندی :

اس عمل میں مرد کی نالیوں کو کاٹ کر باندھا جاتا ہے۔

مذکورہ بالا دو طریقے شریعت کی رو سے ناجائز ہیں۔

کانڈم :

ضبطِ تولید کا یہ عارضی طریقہ عزل ہی کی ایک صورت ہے اس لیے عورت کی مرضی کے ساتھ بلا کراہت جائز ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ :

بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس طریقے کا استعمال قرآن مجید کی آیت ولا تقتلوا اولادکم الخ کی صراحتاً خلاف ورزی ہے اس کے ساتھ ساتھ حضور کی حدیث تناکحوا تناسلوا تکثروا فانی اباهی بکم الامم یوم القیامۃ و لو بسقطہ کی روح کے بھی خلاف ہے۔

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ اس آیت کریمہ میں تقتلوا کا لفظ استعمال ہوا ہے اور قتل کہتے ہیں کہ کسی ذی روح چیز

کو ناحق ختم کرنا۔ مادہ منویہ میں روح موجود نہیں ہوتی بلکہ سائنسدانوں کی تحقیق کے مطابق رحم مادر میں مادہ منویہ کے قرار پکڑنے کے چار ماہ بعد روح پھونک دی جاتی ہے جبکہ ضبط تولید کے مندرجہ بالا طریقے میں مادہ منویہ رحم تک ہی نہیں پہنچتا تو قتل اولاد کیسا؟ مزید براں فقہ احوط کی عبارت و یکرہ العزل عن الحرۃ الا برضاھا سوائے عورت کی رضامندی کی قید کے تمام قیود سے مبرا ہے اور جب عزل جائز ہے تو کانڈم کا استعمال بھی بدرجہ اولیٰ جائز ہونا چاہیے۔

جہاں تک حدیث مذکورہ کا تعلق ہے تو اس بارے میں دو جوابات ہیں:

۱) یہ حدیث اس وقت کہی گئی ہے جب حضور اکرمؐ کو نیک ساتھیوں کی سخت ضرورت تھی۔ کفار کے مقابلے میں مومن کم تھے اور افرادی قوت کی سخت کمی تھی۔

۲) اس حدیث میں قیامت کے دن حضور اکرمؐ کی اپنی کثرتِ امت پر فخر کرنے کا بیان ہے تو یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اب تک باقی انبیاء کی نسبت حضور اکرمؐ کی امت یقیناً زیادہ ہو گئی ہو گی اور قیامت تک بلاریب امتِ محمدیہؐ سب سے زیادہ ہو گی اس لیے یہ شبہ بھی خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔

ان حقائق کے باوجود خاندانی منصوبہ بندی جیسے اہم موضوع پر شرعی نقطۂ نظر سے بحث کرنا تلوار کی دھار پر چلنے سے کم نہیں ہے۔ تاہم مختلف حالات میں اس کے جواز کی صورت بدل جاتی ہے مثلاً

۱۔ اگر سلسلہ تولید کو جاری رکھنے سے عورت کے شدید بیمار ہونے کا خدشہ ہو تو یہ جائز ہے۔

۲۔ بچوں کی مسلسل پیدائش سے ان کی نگہداشت اور تربیت میں حرج کا خدشہ ہو تو وقفہ کے لیے ضبط تولید جائز ہے۔

۳۔ بعض عورتوں کو زچگی میں آپریشن کے عمل سے گزرنا پڑتا ہے۔ عورت کو آپریشن کی تکلیف اور جان کے خطرے سے بچانے کے لیے بھی ضبط تولید جائز ہے۔

۴۔ اگر ڈاکٹر کہے کہ مزید بچہ پیدا ہونے کی صورت میں عورت کی جان خطرے میں پڑ سکتی ہے تو اس صورت میں ضبطِ تولید نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے۔

۵۔ شیر خوار بچے کی مدتِ رضاعت پوری کرنے کے لیے ضبط تولید جائز ہے۔

ضبط تولید کی مذکورہ بالا صورتوں میں کانڈم (اور عزل کی جدید صورتیں) اور وقفہ والی گولیاں بہتر ہیں۔ وقفہ والی گولیاں زیادہ مناسب ہیں بشرطیکہ مضر صحت نہ ہوں۔

راقم اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ اسلام دینِ حنیف انسانی فلاح و بہبود اور روحانی بالیدگی کے لیے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتا۔ اسلام نے افراط و تفریط سے پاک ایسی راہ کی نشاندہی فرمائی جو زیادہ لائق عمل اور قابلِ التفات ہے۔ شریعت نے نہ تو بلاوجہ ضبط تولید پر عمل کرنے کی حوصلہ افزائی کی ہے اور نہ احتیاج و ضرورت کے وقت اس سے منع کر کے انسانیت کو مشقت میں ڈالا ہے۔ لیکن حکومت کی طرف سے بلا استثناء ضرورت و عدم ضرورت ہر ایک کو ضبط تولید کی ترغیب دینے کی ملک گیر تحریک مستحسن نہیں جس میں شرعی حدود و قیود کا کوئی پاس نہ ہو☆

بقیہ : مجموعہ شریعتِ محمدیہؐ

حالت رکوع میں رکوع کی تسبیح مذکور پر اکتفا کرنا بہتر ہے تاہم اگر کوئی نماز گزار فرضی نماز میں بھی تسبیح رکوع کے علاوہ مزید دعائیں شامل کرنا چاہے تو جواز کا پہلو اس میں موجود ہے مگر یہ قدرے غیر اولیٰ ٹھہرے گا۔

☆☆(جاری ہے)

نکاتِ دانش

نوربخشی مفکّر جناب ندیم مختار چوہدری سے انٹرویو

غازی محمد نعیم

تعارف :

جناب ندیم مختار چوہدری اسلام آباد کے معروف وکلاء میں ممتاز مقام رکھتے ہیں اور وفاقی دار الحکومت میں مقیم ہیں۔ آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔اے انگلش گولڈ میڈل کے ساتھ پاس کیا اور قانون کی اعلیٰ تعلیم کے بعد وکالت کا پیشہ اختیار کیا۔ آپ ہائی کورٹ، فیڈرل سروس ٹریبونل، فیڈرل شریعت کورٹ اور متعدد اداروں کی قانونی مشاورت کا فریضہ سرانجام دینے کے علاوہ KNOWLEDGE INTERNATIONAL کی ادارت سے بھی وابستہ ہیں۔ آپ کا خصوصی شغف دینِ اسلام کے بارے میں تحقیق و مطالعہ ہے۔ مختلف مسالک کی تعلیمات کے مطالعے کے بعد آپ "مسلکِ صوفیہ نوربخشیہ" کے عقائد اور اعمال و وظائف سے خاص طور پر متاثر ہوئے اور مسلک نوربخشیہ کو اختیار کر کے جناب علامہ محمد بشیر صاحب سے ارادت استوار کر لی۔ ندیم صاحب اپنی کامیابیوں کو شاہ ہمدان میر سید علی ہمدانی کی دعاؤں کا ثمرہ بتاتے ہیں اور دعواتِ صوفیہ کا مطالعہ اور اس سے اکتسابِ فیض ان کی اہم مصروفیت ہے۔ گزشتہ دنوں مدیر نوائے صوفیہ ڈاکٹر غازی محمد نعیم اور نوائے صوفیہ کے انچارج شعبہ ترسیل لیاقت علی خان صاحب نے ندیم چوہدری صاحب سے ملاقات کر کے انہیں کتاب "میر سید محمد نوربخش اور مسلک نوربخشیہ" کا ایک نسخہ پیش کیا اور اس موقع پر نوائے صوفیہ انٹرنیشنل کے لیے درج ذیل خصوصی انٹرویو حاصل کیا:

غ۔م۔ن: ندیم صاحب پہلے اپنے خاندانی اور تعلیمی پس منظر کے بارے میں کچھ بتائیے۔

ندیم صاحب: میرا تعلق پنجاب کے ایک ارائیں خاندان سے ہے۔ میرا آبائی گاؤں ۴۳۹ گ۔ب مہالم تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد ہے مگر میں نور محلہ بھاٹی گیٹ لاہور میں پیدا ہوا۔ ابتدائی تعلیم لاہور میں ناروے نرسری سکول اور سینٹ انتھنیز سکول سے حاصل کی۔ بعد ازاں سینٹ میریز اکیڈمی لالہ زار راولپنڈی کینٹ سے سینیر کیمبرج کا امتحان پاس کیا۔ ہانگ کانگ کے سینٹ لوئیس سکول سے اے لیول کا امتحان پاس کیا اور بعد ازاں پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔اے انگلش میں اول پوزیشن حاصل کر کے گولڈ میڈل حاصل کیا اور قانون کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد راولپنڈی لاء کالج میں کافی عرصہ سے قانون کا استاد ہوں۔ اس کے علاوہ میں اخبارات میں لکھنے کا شغف رکھتا ہوں۔ میرا خاندان اہلِ سنت والجماعت سے تعلق رکھتا ہے۔

غ۔م۔ن: دینی تحقیق اور جستجو کے سفر میں آپ کے مجموعی تاثرات کیا ہیں؟

ندیم صاحب: دینی تحقیق و جستجو کا سفر مسلمانوں میں دھیرے دھیرے چل رہا ہے اور مسلمان بعض بنیادی معاملات مثلاً مادے اور روح کا تعلق یا سائنس اور دینی نظریات میں مماثلت تلاش کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ مسلمانوں کی تعلیمات جو کہ عصر حاضر میں رائج ہیں وہ زیادہ تر غیر سائنسی ہیں اور اس

طرح غیر اسلامی ہیں۔ اسلام ایک دینِ فطرت ہے اور سو فیصدی ایک سائنسی مذہب ہے مگر مسلمانوں میں رائج فقہ غیر سائنسی اور غیر حقیقی ہے۔ مذہب جس طرح کہ آج کل رائج ہے وہ غیر حقیقی ہے اور کبھی بھی مسلمانوں کو ان کی نشاۃ ثانیہ کی طرف نہ لے جاسکے گا۔ مسلمان اپنے افکار کی سائنسی توجیہ پیش کرنے میں ناکام نظر آتے ہیں اور اس لیے وہ ترقی کے سفر میں بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔ ہر نئی ایجاد کو حرام قرار دیتے ہیں اور ہر نئی سوچ کو بدعت قرار دے کر ترقی کی دوڑ میں پیچھے رہ جاتے ہیں۔ مسلمانوں کا معاشرتی نظام جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کے قبضے میں ہے اور وہ جدلی معاشیات جیسے اسلامی اصولوں سے یکسر انحراف کرتے ہیں جس کی وجہ سے وہ ترقی پسندی سے دور ہیں اور ان کی سوچ غیر ترقی پسندانہ ہے۔ اس باعث تمام ممالک کے مسلمان معاشی پستی اور اخلاقی گراوٹ کا شکار ہیں۔

دراصل اسلام تو ایک ہی ہے مگر ہمیں ایک ترقی پسندانہ فقہ کی ضرورت ہے جس کے فقیہ کو ہم خواہ مخواہ کافر قرار دینے پر نہ تل بیٹھیں۔ نیز مسلمانوں کو ایک اور جری امام کی ضرورت ہے جو کہ ان کی سوچ کو سائنسی بنادے ورنہ وہ خیالی تصورات اور شعبدوں میں کھوئے رہیں گے۔

ع۔م۔ن: نوربخشی مسلک کی کیا خاص بات پسند آئی کہ آپ نے نوربخشی بننے کا فیصلہ کیا؟

ندیم صاحب: ہر مسلمان غیر شعوری اور لاشعوری طور پر نوربخشی ہے کیونکہ یہ کوئی فرقہ نہیں بلکہ ان اعلیٰ و ارفع اقدار کا مجموعہ ہے جو کہ جمالیاتی طور پر ہر مسلمان کی روح میں موجود ہوتے ہیں اور ہر مسلمان نوربخشی کہلائے بغیر اور اس لفظ سے قطع نظر نوربخشی مسلک سے وابستہ رہتا ہے اس لیے میں بھی جمالیاتی طور پر ہمیشہ سے تمام مسلمانوں کی طرح نوربخشی رہا ہوں اور یہ فیصلہ میرے شعور میں ہمیشہ سے دوسرے مسلمانوں کی طرح موجود تھا۔ صرف اس نام سے آشنائی کو چند سال بیتے ہیں۔

ع۔م۔ن: نوربخشیہ اتحاد بین المسلمین کی تحریک ہے۔ فرقہ پرستی کے موجودہ دور میں اس تحریک کی اہمیت اور افادیت کیا ہے؟

[illegible] گلشن کی سی ہے جس کا ہر پھول خوبصورت
[illegible] تمام پھولوں کو اکٹھا کر کے گلدستہ بنانے کی
[illegible] ایک باغبان کی طرح ہے جس کی اولین ذمہ
[illegible] دنیا کے تمام انسانوں کو قریب تر لاتا ہے۔ نوربخشیہ اتح[illegible]
[illegible] المسلمین ہی نہیں اتحاد عالم انسانیت کی تحریک ہے۔

ندیم صاحب: فرقہ پرستی بذاتِ خود ایک اچھی چیز ہے کیونکہ اسلام کی مثال ایک گلشن کی سی ہے جس کا ہر گلاب خوبصورت ہے۔ گلاب کے ساتھ کانٹے بھی ہوتے ہیں۔ اگر ان کانٹوں کو نہ چھوا جائے تو گلاب کی خوبصورتی سے انسان مسرور ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ نوربخشیہ دراصل اسی آئیڈیلزم (idealism) کو ریلزم (realism) کا روپ دیتا ہے اور ان تمام پھولوں کو اکٹھا کر کے گلدستہ بنانے کی سعی ہے۔ اس لیے نوربخشی ایک باغبان کی طرح ہے جس کی اولین ذمہ داری دنیا کے تمام مسلمانوں کو قریب تر لانا ہے اور ان کے بنیادی نظریات کو چھیڑے بغیر انہیں انسانیت کے ناطے انسان دوستی کا عملی نمونہ پیش کرنا ہے جس کی تعلیم تمام ادیان دیتے ہیں اور جسے عملی شکل میں ہمارے نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ نے پیش کیا ہے۔ نوربخشیہ کو اتحاد بین المسلمین کہنا......

(باقی صفحہ ۲۰ پر)

فقہی مسائل

آپ کے مسائل اور اُن کا حل

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

اس عنوان کے تحت ادارے کو موصول ہونے والے مسیہ سوالات کے جوابات شائع کیے جاتے ہیں۔ بعض حضرات صرف سوال لکھ کر ارسال کرتے ہیں اور اپنا نام و پتہ نہیں لکھتے۔ ایسے حضرات کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنا نام اور پتہ مفصل لکھیں۔ گمنام سوالات کے جوابات شائع نہیں کیے جائیں گے۔ اس شمارے کے لیے جن سوالات کا انتخاب کیا گیا ہے ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

سوالات

سوال نمبر ۱۔ کیا لواحقین کی موجودگی میں کسی اجنبی شخص کا میت کو غسل دینا روا ہے؟

سوال نمبر ۲۔ کسی مقررہ آدمی سے احکام میت کی بجاآوری کروانا اور اس کام کے لیے میت کے لواحقین سے زبردستی اجرت لینے کا فعل کیسا ہے؟

سائل موسیٰ علی انصاری سرموں

سوال نمبر ۳۔ عورتوں میں زلفیں کٹوا کر چھوٹی کرنے کا شوق کیسا ہے؟

سوال نمبر ۴۔ کیا عورتیں عیدین کی نماز مسجد میں اجتماعی طور پر ادا کر سکتی ہیں؟

سائلہ: ساجدہ مقبول محلہ السوق کھیلو پائین

جوابات

جواب نمبر ۱: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

اگر لواحقین احکام میت کی بجاآوری کی شرعاً صلاحیت رکھتے ہوں اس کے باوجود کسی اجنبی شخص کو اجازت دے تو وہ اجنبی شخص مردے کو غسل دے سکتا ہے۔ اگر لواحقین میں صلاحیت نہ ہو تو لازماً کسی باصلاحیت شخص کو یہ کام سونپنا ہی پڑتا ہے۔ باصلاحیت لواحقین کی اجازت کے بغیر کسی اجنبی فرد کے لیے ایسا کرنا درست نہیں ہے۔

جواب نمبر ۲: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

اگر کسی بستی والوں نے متفقہ طور پر ایک شرعاً باصلاحیت فرد کو احکام میت کی بجاآوری کے لیے نامزد کر دیا ہو اور اس کام کے لیے متفقہ طور پر کوئی معاوضہ بھی مقرر کر رکھا ہو تو ایسا کرنا بھی شرعاً روا ہے۔ یہ کام کسی مذہبی عمل کی بجاآوری کی سہولت کے لیے لوگوں میں طے پانے والا ایک متفقہ عہدنامہ کا ہم پلہ ہے۔ کل اتفاق رکھنے والوں پر اس کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ کل اتفاق رکھنے والا کوئی فرد اس عہدنامہ کی خلاف ورزی کی جسارت نہیں کر سکے گا۔ کل اتفاق نہ رکھنے والوں پر اس کی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی ہے۔ لہٰذا وہ اپنے طور پر احکام میت کی بجاآوری کا بندوبست کرنے کے پابند ہوں گے۔ کل اتفاق رکھنے والوں کی طرف سے ان پر کوئی زبردستی نہیں چل سکے گی۔ اگر کوئی مقرر کردہ معاوضہ ادا نہ کر سکتا ہو تو اس پر بھی کوئی زبردستی

نہ بن سکے گی تاہم اتحاد و اتفاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے پر امن اسلامی معاشرہ اپنانے کے لیے اس قسم کے کاموں میں لوگوں کا کلی طور پر ہم آہنگ رہنا ضروری ہے۔

جواب نمبر ۳: بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم ○

یہ شوق دورِ جدید کی فیشن پرست خواتین کی طرف سے اقوامِ مغرب کی نقالی اپنانے کا عکاس ہے۔ مسلم خواتین میں اس قسم کا شوق پیدا ہونا اپنے معنوی تشخص میں بگاڑ پیدا کرنے کے مترادف ہے جو قابلِ مذمت ہے۔ آغازِ اسلام سے لے کر تا حال اہلِ اسلام میں خواتین کی لمبی زلفیں ان کے لیے باعث زینت چلی آتی ہیں۔ یہ ایک قسم کا عملی تواتر ہے۔ کسی قوم کی نقالی اس قوم میں شمولیت کی مانند ہے۔ حدیث نبویؐ ہے۔

"من تشبہ بقوم فھو منھم" جو کوئی کسی قوم کی نقالی کرے تو وہ اسی قوم میں سے ہو جاتا ہے۔ اقوامِ مغرب کی نقالی کا نتیجہ اس حدیث نبوی کی رو سے ان میں شمولیت اختیار کرنا ہے۔ خواتین کی لمبی زلفوں کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ کے بعض فرشتے یوں تسبیح پڑھتے رہتے ہیں۔

سبحان من زین الرّجال باللحی

سبحان من زین النّساء بالذوائب

"وہ پاک ہے وہ ذات جس نے مردوں کو داڑھیوں سے زینت بخشی۔ پاک ہے وہ ذات جس نے عورتوں کو زلفوں سے زینت بخشی۔"

معلوم ہوا کہ داڑھی رکھنا مردوں کے لیے باعث زینت ہے اور لمبی زلفیں عورتوں کے لیے باعث زینت ہیں۔

جواب نمبر ۴: بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم ○

اگر مسجد مردوں سے یکسر خالی ہو تو خواتین وہاں عیدین کی نماز اجتماعی طور پر ادا کر سکتی ہیں۔ اس کام کے لیے وقتی طور پر منبر اور محراب کا استعمال کرنا بھی ان کے لیے روا ہے۔ اس

میں کسی قسم کی کوئی خرافات وغیرہ شامل نہیں ہے۔

امید ہے کہ سائلین کو اپنے اپنے جوابات سے اطمینان قلب حاصل ہو گا۔ ☆

بقیہ: ندیم مختار صاحب کا انٹرویو

دراصل موزوں نہیں ہے کیونکہ یہ تو تمام انسانوں کے اتحاد کا عملی سبق دیتا ہے اس لیے اسے Humanism (مذہب انسانیت) کا عملی ترجمہ کہنا بہتر ہو گا۔

غ۔م۔ن: دینی تحقیق و جستجو کے سفر میں مستقبل میں آپ کے کیا ارادے ہیں؟

ندیم صاحب: مستقبل میں قرآن شریف کی عملی تفسیر لکھنا چاہتا ہوں۔ جس کے لیے اپنی بقیہ زندگی وقف کرنا چاہتا ہوں اور اس سلسلے میں نور العقیہ نظریات کو عملی شکل میں اپنانا چاہتا ہوں۔

غ۔م۔ن: تسکین قلب و نظر کے حوالے سے آپ نے نور بخشی عملیات اور اور ادو وظائف کو کیسا پایا؟

ندیم صاحب: میں نے جب سے نور بخشی عملیات اور اور ادو وظائف کا مطالعہ شروع ہے اور ان کا ذکر شروع کیا ہے اس وقت سے میں نے اپنے آپ کو   سے مختلف مسلمان پایا ہے اور میری روح پر ان کا بڑا احسان ہے اور روحانی تسکین کو حاصل کرنے میں میں کامیاب ہوا ہوں۔

غ۔م۔ن: اہل نور العقیہ کو کوئی پیغام دیجئے۔

ندیم صاحب: میرا پیغام اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ اپنی سوچ کو محبت، انسان دوستی اور اخوت انسانی سے مزین کرتے ہوئے اپنے ذہن کو سائنسی سوچ اور جدلیاتی معاشیات کے زیر تابع کر لیں تاکہ مسلمان انسانی نشاۃ ثانیہ کا باعث بنیں۔ ☆

تعارف و تبصرۂ کتب

میر سید محمد نور بخشؒ اور مسلکِ نوربخشیہ

تالیف: ڈاکٹر غازی محمد نعیم

ناشر: شاہ ہمدان پبلیکیشنز اسلام آباد

تعارف و تبصرہ کتب کے زیر عنوان نو تصنیف کتابوں پر اہلِ علم کے تبصرے پیش کیے جاتے ہیں۔ ذیل میں ڈاکٹر غازی محمد نعیم کی کتاب "میر سید محمد نور بخش اور مسلکِ نوربخشیہ" اہلِ علم و تحقیق کی جانب سے کیے جانے والے تبصروں کی تلخیص پیش کی جاتی ہے۔

درباره کتاب جناب آقای دکتر غازی محمد نعیم مسلکِ نوربخشیه

ازا: دکتر محمد حسین تسبیحی رها

دانشور و محقق و شاعر ایرانی

درکتابخانهٔ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان با جناب آقای دکتر محمّد نعیم غازی بانئ نوای صوفیه آشنا شدم وی جوانی دانا و آگاه و طبیب و ظیفه شناس است. همیشه گفت وگو از ادب و عرفان و شعر و سخن دارد. به زبان اردو و انگلیسی و پنجابی مسلّط است و با زبان فارسی و عربی آشنایی دارد. تا اکنون چند اثر به زبان اردو و انگلیسی ازوی منتشر شده است. از جمله "منشور ملکِ عشق" است که ترجمهٔ مجموعه اشعار حضرت میر سید علی همدانی است. این مجموعهٔ اشعار تحت عنوان "چهل اسرار" و "همدانی نامه" و "آتشکدهٔ اسرار" قبلاً به کوشش نوسیندهٔ این تصحیح و چاپ و نشر شده بود. آقای دکتر محمّد نعیم غازی باوجود اینکه طبیب است و شغل او برای گذران زندگی طبّ و طبابت است ولیکن روح و فکرِ او پیوسته به سوی عرفان و تصوّف است مخصوصاً به تصوّف و عرفان و مسلکِ نوربخشیه توجّه خاص دارد.

به تازگی کتابی بسیار از زنده تصنیف کرده و آن را چاپ و نشر نموده است به نام "میر سید محمد نوربخشؒ اور مسلکِ نوربخشیه" این کتاب به زبان اردو و در ۴۸۰ صفحه منتشر شده است. کتاب را به نام پدرش و مادرش که همواره کوشش های او را استوده و به او دعا کرده اند، منتسب نموده است و این بیت را از اسیرئ که مصنّف اسرار الشهود است در آغاز کتاب خود آورده است:

آمده از غیب ناش نوربخش
بود چون خورشید ذاتش نوربخش

بعد ازان فهرست ابواب کتاب اینگونه

آمده است:

پیش لفظ (٦)، بابِ اوّل : نوربخشؒ کے حالاتِ زندگی (ص١٢)، بابِ دوم: نوربخشؒ کے خلفاء و مریدین (ص٥٠) ، بابِ سوّم: نوربخشؒ کا علمی و روحانی مقام(ص٨٢) ، بابِ چهارم: نوربخشؒ کا شجرۂ طریقت (ص١٠٧)، بابِ پنجم: تحریکِ نوربخشیه ، نوربخشؒ کے بعد (ص١٤١)، بابِ ششم : نوربخشیه کشمیر اور بلتستان (١٥٤)، بابِ هفتم : نوربخشؒ کی تصانیف (٢٣٢)، بابِ هشتم: نوربخشؒ کا طریقِ سلوك (ص ٣١٩)، بابِ نهم: نوربخشؒ کا اعتقادی و فقهی دبستان (ص٣٧٦)، بابِ دهم: نوربخشؒ اور اتّحاد بین المسلمین (ص٤٤٠)، کتابیات(ماخذ و منابع) (ص٤٦١)

دراین کتاب مسائل مسلك نوربخشیه را مطرح می کند و دربارۂ آنها پرسش ها می نماید و سپس پاسخ می دهد مثلاً:

نام و نسب و تاریخ ولادت و وفات حضرت میر سید محمد نوربخشؒ به ترتیب این است:

نام: محمّد پدر: محمّد جدّ: عبدالله

اصل او از " قطیف" در جزیرۂ بحرین (درخلیجِ فارس) بوده است ، نسبِ او به حضرت امام موسیٰ کاظمؑ می رسد ، مدّتی در لحسا، یا لحصا، زندگی می کرده بدان جهت اورا لحصایی نوشته اند. باید بران آگاهی بیشتر کتاب جناب آقای دکتر غازی محمد نعیم رجوع فرمایید.

میر سید محمد نوربخشؒ و
مسلكِ نوربخشیه (اردو)

مجلّه "دانش" فصلنامۂ مرکز تحقیقات
فارسی ایران و پاکستان ١٣٧٨
مدیرمسئول: دکتر سعید بزرگ بیگدلی
مدیر: سید مرتضیٰ موسوی

این کتاب در ٤٨٠ صفحه به تعداد (شمارگان) ٥٠٠ صفحه و بهای ٢٠٠ روپیه به علاقه مندان عرفان و تصوف نوربخشیه اهدا شده است . آقای دکتر غازی محمد نعیم یك پزشك است و به زبان و ادب اردو ، فارسی و انگلیسی آثار خود را نشر می دهد. این کتاب بر ده باب منقسم است : باب اول:حالات زندگی نوربخش باب دوم: مریدان و خلفای نوربخش باب سوم: مقامِ روحانی و علمی نوربخشؒ باب چهارم: شجرۂ طریقت نوربخشؒ باب پنجم: نهضت نوربخشیه، باب ششم: نوربخشیه در کشمیر و بلتستان، باب هفتم: تصنیفاتِ نوربخشؒ ، بابِ هشتم: طریقِ سلوكِ نوربخشؒ ، بابِ نهم : دبستان اعتقادی و فقهی نوربخشؒ ، بابِ دهم نوربخش و اتحاد بین المسلمین در پایانِ کتاب ، منابع و نمونه های بعضی از کتاب های مورد استاده و نظرات چند تن از بزرگانِ نوربخشیه آمده است. این کتاب از "

"فهرست اعلام" بی بهره مانده است. امید است آقای دکتر غازی محمد نعیم در نشر اینگونه آثار علمی و فرهنگی پیروز و سرفراز باشد.

ایک بھرپور تحقیقی دستاویز

جناب علی احمد قمر شاعر و دانشور سابق پریزیڈنٹ
چیف پاکستان ٹیلی ویژن اسلام آباد

کشمیر اور شمالی علاقہ جات جیسے دور افتادہ پہاڑی سلسلوں میں اسلام کی قبولیت اور مسلک نور بخشی کے فروغ کے سلسلے میں شاہ ہمدان حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ اور مبلغ میر سید محمد نور بخشؒ کے اسمائے گرامی تا قیامت زندہ و تابندہ رہیں گے۔ مسلک نور بخش کے پیروکار اپنے ان بزرگان دین کی عملی پیروی میں اور ان کی اعلیٰ تعلیمات کی روشنی میں دیگر تمام اسلامی ممالک کے مقابلے میں زیادہ سادگی پسند، صلح جو اور جفاکش ثابت ہوئے ہیں۔ غالباً اپنے جغرافیائی محل وقوع اور ذرائع نقل و حمل اور وسائل نشر واشاعت کی نایابی کے باعث ملک اور بیرون ملک اس مسلک کا تعارف تک نہ ہو سکا اگرچہ ایک محدود پیمانے پر عہد در عہد مختلف علماء و فقہا نے نور بخشی تعلیمات کا سلسلہ جاری رکھا۔ مسلک نور بخشی کے ایک ادنیٰ پیروکار کی حیثیت سے یہ میرا پختہ یقین ہے کہ اگر مناسب تبلیغی اور تشہیری وسائل دستیاب ہوتے تو اپنی دلکش تعلیمات اور اپنے پُر تاثیر نظریات کے باعث یہ مسلک نہ صرف اندرون ملک بلکہ بیرون ملک میں اہل علم و دانش اور فرزندان توحید کے لیے فکر و عمل کے نئے دریچے وا کرتا۔

برادرم ڈاکٹر غازی محمد نعیم نے تحقیقی کتاب میر سید محمد نور بخشؒ اور مسلک نور بخش مرتب کر کے اہل فکر و نظر کے لیے غور و فکر کی نئی راہیں سلجھائی ہیں۔ یہ کتاب نہ صرف کشمیر و بلتستان میں اسلام کی اشاعت اور مسلک نور بخش کے فروغ کی تاریخ ہے بلکہ اس خطے کے سادہ لوح اور جفاکش عوام کی بود و باش ثقافت اور عقاید پر مبنی ایک بھرپور تحقیقی دستاویز ہے۔ ایسے تحقیقی اور تاریخی معرکے کے لیے ایک طویل عمر کے مطالعے اور عرق ریزی کی ضرورت ہوتی ہے لیکن ڈاکٹر صاحب نے اپنی روایتی شبانہ روز محنت، مسلک اور اکابرین سے عقیدت اور خدمتِ خلق کے بھرپور جذبے سے اپنی نوجوانی میں ہی یہ بارِ امانت اپنے کاندھوں پر اٹھالیا اور اس نایاب خزانے کو دوسروں تک منتقل کرنے میں قابلِ رشک انداز سے سرخرو ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب نے حضرت میر سید محمد نور بخشؒ کے فارسی کلام کا منظوم ترجمہ کر کے ایک کہنہ مشق نثار کے علاوہ ایک پُرگو اور قادر الکلام شاعر ہونے کا ثبوت دیا ہے۔

امید کی جانی چاہیے کہ مسلکِ نور بخشؒ اور میر سید محمد نور بخشؒ کی تعلیمات پر نشر و اشاعت کا یہ سلسلہ جاری رہا تو بہت جلد دوسرے تمام مسالک کے پیرو بھی اس کار خیر کے فیوض و برکات سے بہرہ ور ہو سکیں گے اور حضرت میر سید محمد نور بخشؒ کی کاوشوں کے دوسرے گوشے بھی ہم سب کے لیے فکر و عمل کا محور بن سکیں گے۔

مجھے یقین ہے کہ اگر ڈاکٹر صاحب نے یہ منفرد تحقیقی کام کسی مستند جامعہ کی اجازت اور نگرانی میں سرانجام دیا ہوتا تو پی ایچ ڈی کی ڈگری کے جائز مستحق قرار پاتے لیکن غالباً انہوں نے اس روایتی ڈگری کے مقابلے میں ثوابِ دارین کی سند پر اکتفا کیا ہے۔ لیکن اس کار خیر کے مزید فروغ کے لیے ڈاکٹر صاحب کی صحت اور درازی عمر کے لیے دعاگو ہوں۔

تلاش ذات (self actualization) کی کوشش نہیں کی اور کبھی اجتہادی یا تنقیدی و تحقیقی روش کو کما حقہ نہیں اپنایا۔ دوسری طرف یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جدلیاتی طریقہ کار (Di-alectical process) جاری رہتی ہے۔ ہر Thesis کا Antithesis اور پھر نتیجتاً Sythesis منطقی نتائج ہیں۔ کوئی بندہ کامل نہیں خصوصاً تحقیق کے میدان خارزار میں ہر طرف سے دامن بچا کر چلنا اور تحریر کے وقت اپنی ہستی (یعنی تمام ذاتی عقائد، جذبات و احساسات اور ترجیحات) کو بالائے طاق رکھ کر محض موضوعی شواہد پر قلم اٹھانا بہت دشوار ہے۔ اگرچہ ڈاکٹر غازی نے یہ کام کیا ہے مگر خود انہیں احساس ہوگا کہ یہ کتنا مشکل کام ہے۔

بایں ہمہ اگر کہیں سے کوئی تحقیقی نوعیت کی کوئی تنقیدیا مشورہ آجائے تو غنیمت جاننا چاہیے کہ مصلحین موجود ہیں اور ہماری تکمیل میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ اگر کسی کے پاس زیادہ مستند اور معتبر منابع موجود ہوں تو ان سے استفادہ کتاب کے تخلیقی حسن کو چار چاند لگا دے گا۔ بہتر سے بہترین کی طرف سفر محقق کی اولین ذمہ داری ہے۔

جہاں تک کتاب کے مرکزی نقطہ نظر کا تعلق ہے نہ صرف میں بلکہ تمام اعلیٰ تعلیمیافتہ، غیر جانبدار اور تحقیقی ذہنی لگاؤ رکھنے والے افراد سمجھتے ہیں کہ نوربخشیہ فرقہ نہیں بلکہ فرقہ واریت کے خلاف اتحاد عالم اسلامی کی تحریک ہے اور اسے ہمیشہ ایسا ہی رہنا چاہیے۔ ☆

نوٹ: کتاب "میر سید محمد نوربخش اور مسلک نوربخشیہ" پر تنقیدی مضامین کا سلسلہ جاری ہے۔ اہل علم سے درخواست ہے کہ اس کتاب کے محاسن و معائب پر اپنی قیمتی آراء حسب نوربخشیہ سے دلائل اور براہین کے ساتھ نوائے صوفیہ کو ارسال فرمائیں ☆

تاریخی و تحقیقی کاوش

مولانا شکور علی انور فاضل عربی۔ بی۔ اے

کتاب "میر محمد نوربخش اور مسلک نوربخشیہ" کے منظر عام پر آنے پر ہدیۂ تبریک بجا لاتا ہوں اور اس تاریخی اور تحقیقی کاوش کے بار آور ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ڈاکٹر غازی محمد نعیم نے قوم پر بڑا احسان کیا ہے اور ادبی اور تحقیقی دنیا میں ایک اور کتاب کا اضافہ کیا ہے جو ان کے ذوق عالی اور وسیع ظرفی کا نتیجہ ہے۔ ہم جملہ اہل طلب اور محتاج علم لوگ آپ کے مرہون منت اور احسان مند رہیں گے اور ملت نوربخشیہ آپ کے اس عظیم کارنامے کو فراموش نہ کر سکے گی اور تاریخ میں یہ خدمت سنہرے حروف میں لکھی جائے گی۔ اس کتاب کی اشاعت سے نوربخشی قوم کی ایک اہم ضرورت پوری ہو گئی ہے۔

عقل و دل کی نور چشم کتاب

جناب انجینیر ذاکر حسین ذاکر ایم۔ اے فلسفہ

یہ تحریر اس صدی بلکہ ہماری تاریخ کی جامع الصفات نومولود قلمی کاوش اور عقل و دل کی نور چشم کتاب سے متعلق ہے۔ اپنی نوعیت کی پہلی واحد تصنیف پر مصنف مبارکباد کا مستحق ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ سچ کڑوی چیز ہے خصوصاً تلخ تاریخی حقائق کو تسلیم کرنا یا ان باتوں کا انکار جنہیں مسلمات کی حیثیت حاصل ہوتی ہے مشکل بات ہے کیونکہ ہماری ذہنیت یوں پرورش پا چکی ہے کہ تبدیلی کے لیے بہت مزاحم ہے اور اس تقلیدی روش کی بنا پر ہم بڑوں کو بلاچون و چرا مانتے اور تسلیم کرتے رہے ہیں بلکہ اپنی

اخبار التصوف

دُنیائے تصوف کی خبریں

جی۔ ایچ۔ معروفی

متحدہ عرب امارات میں عید میلاد النبیؐ:

عید میلاد النبیؐ کے سلسلے میں متحدہ عرب امارات میں مقیم پیروکاران صوفیہ نوربخشیہ نے ایک تقریب کا انعقاد کیا جس میں ابوظہبی، شارجہ اور دوبئی سے تمام نوربخشی نوجوانوں نے شرکت کی۔ معزز شرکاء نے آنحضورؐ کی شان اقدس میں زبردست خراج عقیدت پیش کیا اور کہا کہ مسلمانان عالم کو درپیش مسائل کا حل حضورؐ کی تعلیمات پر عمل کرنے میں مضمر ہے۔ آپؐ کی حیات طیبہ ہمارے لیے نمونۂ عمل ہے۔ شرکاء نے مملکت خداداد پاکستان کی سلامتی اور عالم اسلام کے امن اور سکون کے لیے خصوصی دعا کی۔

عبدالخالق

صوفیہ نوربخشیہ متحدہ عرب امارات

سکسہ میں جشن عید میلاد النبیؐ:

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن سکسہ کے زیر اہتمام جشن عید میلاد النبیؐ شایان شان طریقے سے منایا گیا۔ اس سلسلے میں جامع مسجد سکسہ میں ایک پروقار تقریب منعقد ہوئی جس کے مہمان خصوصی سید ابراہیم صاحب ہیڈماسٹر اور صدر جلسہ سید محمد کاظمی صاحب تھے۔

اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے جناب سید ابراہیم نے محسن انسانیت سرور کائنات سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰؐ کی سیرت طیبہ پر روشنی ڈالی۔ نعت خوانوں نے نعتیں پیش کیں۔

سکریٹری نشرواشاعت

این وائی ایف سکسہ

اخوند محمد علی صاحب کا انتقالِ پُر ملال:

معروف عالم دین اخوند محمد علی صاحب فرانوی مختصر علالت کے بعد ۱۳ اگست ۲۰۰۱ء کو اسلام آباد میں انتقال کر گئے۔ مرحوم کا تعلق بلتستان کے علاقہ چھوربٹ کے موضع فرانو سے تھا۔ وہ ۱۹۴۷ء کی تقسیم میں ہندوستان سے ہجرت کر کے پاکستان آئے۔ ہندوستان میں ان کا قیام کوہ مصوریٰ میں تھا جہاں اخوند صاحب نے مولوی حمزہ علی مرحوم سے تلمذ کا شرف حاصل کیا جنھوں نے اخوند صاحب کے اندر ذوق علمی کو ابھارا۔ ان کی باقی عمر کتابوں کے مطالعے میں صرف ہوئی۔ وہ اپنی آمدنی کا بیشتر حصہ کتابوں کی خریداری پر صرف کرتے تھے اور ضرورت مندوں کی مدد بھی کرتے تھے۔ انہوں نے جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد کی بھی بہت خدمت کی۔ ان کا قیام مسجد کے ایک حجرے میں تھا جہاں علمائے دین آکر ٹھہرتے تھے۔ مولوی محمد علی کا شمار ان صحیح العقیدہ صوفیوں میں ہوتا تھا جو اپنی تحقیق اور وسیع مطالعے کے طفیل تعصب اور تنگ نظری سے بالاتر ہو چکے تھے۔

مولانا محمد علی صاحب کی وفات عالم نوربخشیت کے لیے ایک عظیم نقصان ہے۔ انہوں نے وفات سے قبل اپنی ذاتی لائبریری کی کتب مدرسہ شاہ ہمدان سکردو کو دینے کا عندیہ تھا۔ امید ہے کہ ورثا اس فرض سے سبکدوش ہوں گے تاکہ یہ صدقہ جاریہ ان کی روح کے لیے باعث استراحت ہو۔

اراکین نوائے صوفیہ اور اسلام آباد میں مقیم جملہ نوربخشی نوجوانوں نے مولانا کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے اور ان کی مغفرت کے لیے دعائے خیر کی ہے۔

(نمائندہ نوائے صوفیہ اسلام آباد)

غلام حسین صاحب پھڑوا کا انتقال:

اسلام آباد کی معروف نوربخشی شخصیت غلام حسین صاحب (المعروف ابو غلام پھڑوا) طویل علالت کے بعد تقریباً ۸۲ سال کی عمر میں ۱۳ جولائی ۲۰۰۱ء کو بروز جمعہ کیپٹل ہسپتال اسلام آباد میں انتقال کر گئے۔ مرحوم تحریک پاکستان کے پرجوش کارکن تھے۔ وہ تقسیم ہند سے قبل اپنے آبائی گاؤں گلشن کبیر (پھڑوا) سے نقل مکانی کر کے مصوری چلے گئے۔ قیام پاکستان کے بعد پاکستان آئے اور ایک عرصہ کوہ مری میں مقیم رہے اور آرمی ایجوکیشن ہیڈ کوارٹر میں خدمات سرانجام دیں۔ ریٹائرمنٹ کے بعد وہ اسلام آباد منتقل ہو گئے۔ وہ ایک نہایت نیک اور ملنسار شخص تھے یہی وجہ ہے کہ ان کے جنازہ میں ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ مرحوم احمد سلیم صاحب صدر این وائی ایف اسلام آباد کے والد، جی ایچ معروفی کے سسر اور ذوالفقار یونس صاحب DC کسٹم کے نانا تھے۔ وہ ایک درد مند دل رکھتے تھے۔ ائمہ اہل بیت سے خصوصی مودت اور مسلک نوربخشیہ سے گہری محبت ان کے مزاج کا حصہ تھی۔ کوہ منصوری میں قیام کے دوران انہوں نے مسلک نوربخشیہ کے معنوی تحفظ کے لیے ہر قسم کی قربانی پیش کی۔ وہ علماء اور سادات کرام کا بے حد احترام کرتے تھے۔ ان کی وفات سے اسلام آباد کی رونق کم ہو گئی ہے۔

اراکین نوائے صوفیہ نے مرحوم کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا اور ان کی مغفرت کے لیے دعائے خیر کی۔



ابو غلام مرحوم کی یادگار تصویر

ذوالفقار یونس صاحب کے لیے حکومت برطانیہ کا سکالرشپ:

مسلک صوفیہ نوربخشیہ اور بلتستان کے علاقہ یوچنگ سے تعلق رکھنے والے ہونہار سی ایس پی آفیسر جناب ذوالفقار یونس کو ان کی اعلیٰ صلاحیتوں کے اعتراف کے طور پر حکومت برطانیہ نے انفارمیشن ٹیکنالوجی کے شعبے میں اعلیٰ تعلیم کے لیے سکالرشپ کی عطائیگی کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ سکالرشپ صرف چند ذہین ترین افسروں کو عطا ہوتا ہے۔ ذوالفقار صاحب حکومت پاکستان کے شعبۂ انکم ٹیکس میں DC کے عہدے پر فائز ہیں۔ حکومت نے اس اقدام کو ایک قابل فخر بات قرار دیتے ہوئے ذوالفقار صاحب کو خصوصی رخصت عطا کی ہے اور ان کی کامیابی کو سراہا ہے۔ ذوالفقار یونس صاحب شمالی علاقہ کے ہر دلعزیز اور معروف بیوروکریٹ جی ایم سکندر صاحب کے برادر نسبتی اور ربانی

نوائے صوفیہ ڈاکٹر غازی محمد نعیم کے برادران لاء ہیں۔

ادارہ نوائے صوفیہ موصوف کو اس کامیابی پر مبارک باد پیش کرتا ہے۔

(ادارہ)

"میر سید محمد نوربخشؒ اور مسلکِ نوربخشیہ" پر "دانش" کا تبصرہ:

بین الاقوامی شہرت اور اہمیت کے حامل جریدے "دانش" نے ڈاکٹر غازی محمد نعیم کی نو تصنیف کتاب "میر سید محمد نوربخش اور مسلکِ نوربخشیہ" پر تبصرہ شائع کیا ہے۔ "دانش" ممتاز ایرانی سکالروں کی زیرِ ادارت شائع ہونے والا مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان کا علمی و تحقیقی مجلہ ہے اور اس میں صرف سنجیدہ علمی موضوعات پر چھپنے والی اعلیٰ تحقیقی تصانیف پر تبصرہ شائع کیا جاتا ہے۔

"میر سید محمد نوربخشؒ اور مسلکِ نوربخشیہ" کی مقبولیت:

ڈاکٹر غازی محمد نعیم کی علمی اور تحقیقی کتاب "میر سید محمد نوربخش اور مسلک نوربخشیہ" کو مسلکِ نوربخشیہ کے پڑھے لکھے طبقے نے ہاتھوں ہاتھ لیا ہے۔ اس کی مقبولیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اشاعت کے ایک مہینے کے اندر ہی اس کی تقریباً تمام کاپیاں فروخت ہو گئی ہیں۔ قارئین کی ایک کثیر تعداد نے اس کتاب کو ایک علمی کارنامہ قرار دیا ہے۔ البتہ بعض علماء کرام اور عام لوگوں کی طرف سے مخالفانہ تبصرے بھی کیے گئے ہیں۔ اس ضمن میں مؤلف کی تمام اہلِ مسلک سے درخواست ہے کہ وہ اولاً اس کتاب کا مطالعہ وسیع النظری کے ساتھ کریں اور جن باتوں کی تفہیم درکار ہے ان کے کتاب میں مندرجہ علمی حوالوں اور ماخذ اور منابع کی طرف رجوع کریں۔ مؤلف نے صرف حقائق پیش کیے ہیں اور اپنی طرف سے نتائج اخذ کرنے سے حتی الامکان گریز کیا ہے۔ یہ قارئین کرام کا کام ہے کہ وہ اس کتاب کی رہنمائی میں غیر جانبدارانہ مطالعے کے ذریعے نتائج تک پہنچیں۔

اہم ترین بات یہ ہے کہ مؤلف نے کتاب کے آغاز میں ہی اہلِ علم سے اپیل کی ہے کہ وہ اس کتاب کے اسقام کی نشاندہی کریں تاکہ ان کی اصلاح کی جا سکے۔ پس علمائے کرام اور محققین کا فرض ہے کہ وہ اپنی مثبت تنقید کتبِ نوربخشیہ کے علمی حوالوں کے ساتھ مؤلف کو ارسال کریں۔ صرف جذباتی رویہ اپنانے اور مخالفت برائے مخالفت کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

مؤلف نے اپنی کتاب کے پیش لفظ میں لکھا ہے کہ اس کا تعلق نوربخشیہ کے کسی خاص نظریاتی گروہ کے ساتھ نہیں ہے وہ نوربخشیہ کو اتحاد بین المسلمین کی ایک عالمگیر تحریک سمجھتا ہے اور تمام علمائے نوربخشیہ کا چاہے ان کا تعلق کسی گروہ سے ہو یکساں احترام کرتا ہے۔ اب علمائے نوربخشیہ کا فرض ہے کہ وہ اپنی قیمتی آراء سے مؤلف کی رہنمائی کریں تاکہ کتاب کے استناد میں اضافہ ہو اور یہ نوربخشیہ کا دائرۃ المعارف بننے کے قابل ہو سکے۔

(ادارہ)

اظہارِ تشکر:

نمائندہ نوائے صوفیہ کویت حاجی محمد صادق ملک اور غلام مہدی تبسمی نے کویت میں مقیم نوربخشی نوجوانوں کے

تعاون سے ادارہ نوائے صوفیہ کے لیے خصوصی چندہ ارسال کیا ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے:

حاجی محمد صادق ملک صاحب سرمیک (۴۰ دینار)، غلام مہدی صاحب ٹلس (۲۰ دینار)، حاجی حسین صاحب خپلو (۱۰ دینار)، حسن صاحب خپلو (۱۰ دینار)، حاجی حیدر صاحب خپلو (۱۰ دینار)، محمد خورشید صاحب سلنگ (۱۰ دینار)، حاجی عیسیٰ صاحب خپلو (۵ دینار)، غلام محمد صاحب چھوربٹ (۵ دینار) اسلم صاحب چھوربٹ (۵ دینار)، غلام مہدی صاحب خپلو (۵ دینار)، حاجی نجف صاحب سرمک (۵ دینار)

نوائے صوفیہ ان تمام مخلص بھائیوں کا شکرگزار ہے۔

اظہارِ تہنیت :

شاہ ہمدان سٹوڈنٹس فیڈریشن سرمیک کے ایک اجلاس میں فخر سرمیک محمد حسن دلشاد کے عوامی کالونی ملزایریا سے نائب ناظم منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کی گئی۔

مدرسہ کی تعمیر نو :

الچوڑی میں مدرسہ صوفیہ نوربخشیہ کی پہلی منزل سوادو لاکھ روپے کے خرچ سے تعمیر کرلی گئی ہے جبکہ دوسری منزل پر کام مخلص نوربخشی عوام کے تعاون سے جاری ہے۔

محمد اسلم فریدی ٹیچر

مسجد چھومک تھگی کی تعمیر نو :

الحاج فاچو حامد علی صاحب کی زیر نگرانی مسجد چھومک کی تعمیر مکمل ہوئی جس میں ساٹھ ستر نمازیوں کی گنجائش ہے۔ تصوف کے پروانے اس مسجد میں اعتکاف نشین ہوتے ہیں۔ تعمیر مسجد کے کار خیر میں حاجی غلام مہدی، فاچو ابوذر غفاری، عبدالرحیم، عبدالکریم، یوسف، حبیب، حسن علی، اخوند حسن، اخوند ابراہیم وغیرہ نے تعاون کیا۔

فاچو حامد علی خپلو تھگی

علی احمد قمر صاحب کی ریٹائرمنٹ :

صوفیہ نوربخشیہ کے معروف شاعر اور دانشور اور پاکستان ٹیلی ویژن کے پریزنٹیشن چیف علی احمد قمر صاحب جو پی ٹی وی میں اس اعلیٰ عہدے پر فائز ہونے والے پہلی بلتی آفیسر تھے، اپنے منصب سے ریٹائر ہوگئے ہیں۔ اس موقع پر پی ٹی وی کے اعلیٰ حکام نے ان کی خدمات کو سراہا۔ قمر صاحب "زخم گل" اور "گرد ملال" نامی دو شعری مجموعوں کے خالق ہیں اور نوائے صوفیہ کے قلمکار بھی۔ انہوں نے مستقبل میں اپنی قلمی کاوشیں مذہب صوفیہ نوربخشیہ کی ترویج کے لیے مخصوص کرنے کے عزم کا اظہار کیا ہے۔

اظہارِ تشکر :

ہمارے پیارے والد مرحوم غلام حسین صاحب گلشن کبیر کی وفات پر بہت سے احباب کی طرف سے تعزیتی پیغامات آئے ہیں۔ نوائے صوفیہ کی وساطت سے ہم ان سب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

سوگواران احمد سلیم ودیگر

خراجِ تحسین :

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کورو فرال یونٹ نے ڈاکٹر غازی محمد نعیم کو ان کی کتاب "میر سید محمد نوربخش اور مسلک نوربخشیہ" کے منظر عام پر آنے پر خراج تحسین پیش کیا ہے۔

اشرف حسین لقدوم سکردو

نامۂ سالک

قارئین کے خطوط

لیاقت علی خان

ارسال کردہ اپریل کا شمارہ ملا۔ یہ جان کر ازحد مسرت ہوئی کہ آپ ہمیں ڈاکٹر غازی محمد نعیم کی تصنیف کردہ کتاب اور علمائے نوربخشیہ کی تقاریر کی کیسٹیں ارسال کر رہے ہیں۔ آپ نے ہماری ایک اور تمنا پوری کر دی ہے۔ آئندہ سالانہ اجلاس علاقہ لوبداہ میں ماہ جولائی میں منعقد ہوگا۔ کتاب دعوات الصوفیہ اور اورادِ فتحیہ شائع کرنے کا پروگرام ہے اگر آپ کی جانب سے ڈاکٹر نعیم صاحب کی تصنیف کردہ کتاب ملے تو اسے بھی ساتھ ہی شائع کیا جائے گا۔ تمام اراکین نوائے صوفیہ کو سلام۔

ماسٹر حشمت اللہ راجہ

شمشاہ دراس کرگل

میں نوائے صوفیہ کا پرانی قاری اور مستقل خریدار ہوں۔ برائے مہربانی میرے لیے کتاب "میر سید محمد نوربخش اور مسلکِ نوربخشیہ" ارسال کریں۔

گلزار حسین ناشاد کراچی

رسالے کی ترسیل جنوری ۲۰۰۱ء سے شروع ہے۔ رسالہ بہت شوق پڑھتا ہوں اور اس کی آمد کا بے چینی سے انتظار کرتا ہوں۔ آپ سے ڈاکٹر غازی محمد نعیم صاحب کی تحریر کردہ کتاب "میر سید محمد نوربخش اور مسلکِ نوربخشیہ" ارسال کرنے کی درخواست ہے۔ امید ہے یہ التجا ضرور قبول کریں گے۔

نائک کلرک غلام مہدی کھرکوی

حال آزاد کشمیر

اس سے پہلے میں نے تین خط لکھے تھے مگر رسالے میں شائع نہیں ہوئے اور سوالوں کے جواب سے بھی محروم رہا۔ "میر سید محمد نوربخش اور مسلکِ نوربخشیہ" کی اشاعت پر بہت خوشی ہوئی۔ رسالے میں مولانا شکور علی انور کا "تعارفِ صوفیہ نوربخشیہ" اور مولانا محمد علی ذوغنی کے بارے میں مضامین پسند آئے۔

انور علی پردیسی مقام نامعلوم

میں ڈاکٹر غازی محمد نعیم صاحب کی کاوش کی داد دیتا ہوں جنہوں نے "میر سید محمد نوربخش اور مسلکِ نوربخشیہ" جیسی ضخیم کتاب لکھی۔ غازی صاحب کو دینِ حقہ کی خدمت کی روایت ورثے میں ملی۔ آپ کے تایا جناب بدیع الزمان مرحوم اور والد محترم حاجی محمد حسن صاحب کی دینی خدمات سے بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔ اس کتاب کو پڑھ کر تاریخی حقائق سے نابلد چند لوگ نکتہ چینی بھی ضرور کریں گے لیکن میں غازی صاحب سے یہ کہوں گا۔

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیے

سجاد حسین صابر کھانسر خپلو

آپ کے رسالے کا ہر ماہ باقاعدگی سے مطالعہ کرتا ہوں۔ ملت اسلامیہ خصوصاً صوفیہ نوربخشیہ کے لیے یہ رسالہ ایک خزینے سے کم نہیں ہے۔ غلام حسن صاحب، شکور علی انور صاحب اور ڈاکٹر غازی محمد نعیم کے مضامین اس پرآشوب دور میں لوگوں کی رہنمائی کے لیے قندیل کی مانند ہیں۔ میرے بھائی قاری محمد حسین شالی مقیم لاہور کو نوائے صوفیہ کی وساطت سے سلام۔

قاری غلام مہدی شاہد کوروی

ناچیز عرصہ دو سال سے اللہ کے فضل و کرم سے نوائے صوفیہ جیسے عمدہ رسائل پڑھنے میں مصروف رہتا ہوں۔ آپ جیسے بزرگ اپنے قیمتی وقت کو مذہب صوفیہ نوربخشیہ کی خدمت میں صرف کر رہے ہوں گے۔ نوائے صوفیہ میں علامہ محمد بشیر اور دیگر علماء کے مضامین بہت دلچسپ ہیں۔

سپاہی مظاہر حسین تبسم
حال آزاد کشمیر

میرا ٹرانسفر مری سے کھاریاں ہوا ہے۔ آئندہ رسالہ میرے نئے ایڈریس پر ارسال کریں۔ نیز مجھے آگاہ کریں کہ میرا چندہ کب ختم ہو رہا ہے۔ تمام وابستگان نوائے صوفیہ اور انڈیا کے نوربخشیوں کو سلام۔

سپاہی محمد حسین عاصی مچلوی کھاریاں کینٹ

نوائے صوفیہ کا پرانا قاری ہوں۔ رسالے کو نہ صرف اہل نوربخشیہ بلکہ عالم اسلام کے ہر فرقے کے لوگ بڑے شوق سے پڑھتے ہیں۔ واقعی یہ رسالہ بہت معیاری ہے۔ خصوصاً آپ کے مسائل اور ان کا حل سے ہزاروں لوگوں کے شکوک و شبہات دور ہو رہے ہیں۔

منظور حسین دمسی

ہمیں اپنا محبوب رسالہ بالا تاخیر مل رہا ہے جس کی بڑی خوشی ہے۔ انشاء اللہ رسالے کے ساتھ ہر وقت تعاون کرتے رہیں گے۔ ہم غلام مہدی صاحب کے والد محترم کے وفات پر ہم ان سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔

سپاہی محمد اسماعیل خپلوی گلگتی

سائل نے پچھلے سال جولائی میں نوائے صوفیہ کا چندہ جمع کیا تھا مگر رسالہ تواتر سے نہیں مل رہا ہے کیا وجہ ہے؟

عباس علی طالبعلم حسن آباد

آپ کا خط ملا۔ چندہ ارسال نہ کرنے پر شرمندہ ہوں۔ دراصل میں مع اہل خانہ حج پر گیا تھا واپسی کے بعد چندہ ارسال کرنا یاد نہ رہا۔ اب مبلغ ۲۰۰ روپے ارسال ہیں۔

صوبیدار حاجی غلام رسول سرموں

یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ نوائے صوفیہ کے اراکین نے گوناگوں مشکلات اور سرمائے کی کمی کے باوجود دنیوی مفادات کو بالائے طاق رکھ کر تحریک تصوف کو اجاگر کیا ہے اور مسلک صوفیہ نوربخشیہ کو تقویت بخشی ہے۔ یہ بلاشبہ قابل ستائش اور قابل فخر ہے۔ علامہ صاحب کی فقہ کی تشریح، ڈاکٹر غازی کا فکر

وتذکر، اور مولانا غلام حسن اور مولانا شکور علی صاحب کے سلسلہ ہائے مضامین رسالہ کی شہ رگ ہیں۔ اللہ پاک ان کے قلم کی روانی میں اضافہ فرمائے۔

محمد شرف انقلابی کوروی
مظفر آباد آزاد جموں وکشمیر

علم کی روشنی سے قارئین کے قلوب کو منور کرنے میں سرگرم عمل نوائے صوفیہ کی کوششوں کو نہ سراہنا احسان فراموشی ہوگی۔ نوائے صوفیہ آسمانِ نور بخشیت پر بدرِ منیر کی طرح چمک کر جہالت کی تاریکیوں کا خاتمہ کر رہا ہے۔ یہ ایسی شمع ہے جس کی روشنی سے ہزاروں پروانے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ دینی معلومات کے علاوہ سائنسی موضوعات کو بھی جگہ دی جائے تو زیادہ اچھا ہو۔ بہر حال معیار کے لحاظ سے اسلامی تصوف کا کوئی اور رسالہ نوائے صوفیہ کا ہم پلہ نہیں ہے۔

محمد باقر بدر سرمیکی
جناح پبلک سکول سرمک

میرا خریداری نمبر ۷۰۷ ہے۔ آج رسالے کا چندہ منی آرڈر کیا ہے میرے گھر کے پتے پر رسالہ ارسال کریں۔

سپاہی محمد ابراہیم نوری
کھرکوہ لہر

بندہ نوائے صوفیہ کا مستقل خریدار ہے۔ نوائے صوفیہ ملت نور بخشیہ ہی نہیں بلکہ کل عالم اسلام کے ترجمان کی حیثیت رکھتا ہے۔ جناب ڈاکٹر غازی محمد نعیم کی کتاب "میر سید محمد نور بخش اور مسلک نور بخشیہ" کی ایک کاپی میرے نام پر مخصوص کریں۔ رسالہ کا چندہ ارسال ہے۔ آئندہ شماروں میں نور بخشی کتابوں کی فہرست کی اشاعت کا بندوبست کریں۔

حامد علی دلشاد خپلو بچی

نوائے صوفیہ کا مستقل اور پرانا قاری ہوں۔ نوائے صوفیہ ترقی کی راہ پر گامزن ہے اور اس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ اس ادارے کے تمام اراکین انتہائی مخلص اور دین دار ہیں۔ ہماری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ ڈاکٹر غازی محمد نعیم صاحب سے استدعا ہے کہ رسالے میں قسط وار سائنسی مضامین بھی شائع کریں۔ نوائے صوفیہ کی وساطت سے تمام فوجی بھائیوں کو سلام۔

جی این اخلاقی آستانوی

نوائے صوفیہ کی کشتی صحیح رخ پر اپنا سفر جاری رکھنے میں کامیاب نظر آتی ہے۔ اس کا نظری اور فکری پہلو صحت مند اور توانا ہے۔ نوائے صوفیہ میں شائع ہونے والے تمام مضامین ہمیں اسلام کی آفاقی وسعت سے روشناس کرتے ہیں اور بااصول اور خوددار طرزِ حیات کا درس بھی دیتے ہیں نیز آوازِ حق بلند کرنے اور اپنے صحیح موقف پر ڈٹ جانے کا حوصلہ بھی عطا کرتے ہیں۔ معلومات اور معارف وحقائق کا یہ خزانہ قومی امنگوں کا آئینہ دار ہے اور ہماری آنکھوں کا تارا۔ ڈاکٹر غازی صاحب کی نگارشات سے ہماری معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔

محمد ریاض کورو خانقاہ گرونگ

سیاچن کے اونچے پہاڑوں پر نوائے صوفیہ کو پڑھ کر بڑی دلی مسرت ہوتی ہے۔ ہم فوجی جوانوں کے لیے یہ استاد کی حیثیت

رکھتا ہے۔ رسالے کا سالانہ چندہ چند مجبوریوں کی بنا پر بروقت ارسال نہیں کر سکا تھا اب یہ ہدیہ ارسال ہے۔

سپاہی شیر علی ساقی ۳ این ایل آئی

نوائے صوفیہ کی وساطت سے جناب ڈاکٹر غازی محمد نعیم کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ ان کی گراں مایہ تحقیقی کتاب "مسلک نورنجشیہ اور میر سید محمد نورنجش" کی اشاعت سے دنیائے اسلام کے اہلِ علم اور اہلِ تحقیق کو امام سید محمد نورنجش کی رفع اختلاف بین المسلمین اور اتحاد بین المسلمین کی عظیم تحریک کو ...ر انداز میں سمجھنے کا موقع ملے گا۔ شاہ سید کے حالات زندگی پر مشتمل اردو میں یہ پہلی جامع کتاب ہے جو وقت کی اہم ضرورت تھی۔

نوائے صوفیہ کی وساطت سے جناب غلام حسن حسنو صاحب سے گزارش ہے کہ محسنین نورنجشیہ کی فہرست میں حاجی غلام نبی شاہین صاحب کو بھی ضرور شامل کریں کیونکہ دور حاضر میں بیرون ملک مقیم نورنجشیوں کے ساتھ ہمارے رابطے کا سہرا انہی کے سر ہے۔

علی سر میک سکردو

جناب ڈاکٹر غازی محمد نعیم صاحب۔ مجھے بذریعۂ نوائے صوفیہ معلوم ہوا ہے کہ شاہ سید کے حالات زندگی پر آپ نے ...ون کتاب شائع کی ہے۔ اس کتاب کی ایک کاپی ارسال کریں۔

اخوند غلام مہدی کوئٹہ

نوائے صوفیہ کی وساطت سے دین حقہ کے مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے دانشوروں، جید علمائے کرام اور ہمہ گیر سوچ رکھنے والے اہلِ قلم کے قابلِ تعریف مضامین قارئین کے قلوب کے لیے باعث تسکین بنتے ہیں۔ نوائے صوفیہ کی بلا انقطاع اشاعت پیروکاران تصوف کے لیے ایک اعزاز ہے۔

ڈاکٹر غازی محمد نعیم صاحب کی شہرۂ آفاق کتاب کی اشاعت پر جملہ اہلِ تصوف اور ادارۂ نوائے صوفیہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

محمد حسین تمنا بلغاری

حال منظور کالونی کراچی

صوفیہ نورنجشیہ کے ترجمان نوائے صوفیہ میں مدرسہ صوفیہ نورنجشیہ ڈیرہ دون اور مسجد گونستنگ کی تصاویر دیکھ کر بہت خوشی حاصل ہوئی کہ اللہ کے فضل سے ان علاقوں میں بھی نورنجشی ادارے قائم ہوئے ہیں۔

قاری عبدالحمید درانی و غلام رسول حقانی

منتظمین مدرسہ شاہ ہمدان سکردو

بندہ عاصی نے "میر سید محمد نورنجش اور مسلک نورنجشیہ" کے لیے دو سو روپے ارسال کیے ہیں۔ اس کے علاوہ مودۃ القربیٰ بھی بھیجیں۔

اخوند عبدالرحیم پیش امام 7NLI



اخوند محمد علی مرحوم

قارئینِ نوائے صوفیہ سے اپیل

محترم قارئین اور غیرت مند نوربخشی بھائیو۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

امید ہے آپ سب اللہ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہوں گے۔ آپ سب اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ انفارمیشن ٹیکنالوجی، میڈیا اور نشر و اشاعت کے اس دور میں ملتِ نوربخشیہ کا واحد اشاعتی ادارہ نوائے صوفیہ ہے جس کے باعث عالمِ نوربخشیت کی نشاۃ ثانیہ کا آغاز ہونے کے علاوہ دنیا بھر کے نوربخشیوں میں ربط و ضبط بڑھا ہے۔ خاص کر لداخ، کرگل اور انڈیا کے دیگر حصوں کے نوربخشیوں میں بیداری کی نئی لہر آئی ہے اور نوربخشی انجمنوں کا قیام، کتابوں کی اشاعت اور مدرسہ صوفیہ نوربخشیہ ڈیرہ دون جیسے اہم اداروں کا قیام عمل میں آیا ہے۔ اس فکری انقلاب کا سہرا نوائے صوفیہ کی اشاعتی کاوشوں کے سر ہے۔ لیکن انٹر نیشنل چارجز میں حالیہ بے تحاشا اضافے کے باعث انڈیا کے ان علاقوں میں نوائے صوفیہ کی ترسیل پر سالانہ چھتیس ہزار روپے خرچ ہوتے ہیں جس کے باعث اکثر علاقوں رسالہ کی ترسیل بند ہو گئی ہے۔ اس لیے آپ سے درخواست ہے کہ انڈیا کے نوربخشی بھائیوں تک نوائے صوفیہ پہنچانے کے لیے ہنگامی طور پر عطیات نوائے صوفیہ کے اکاؤنٹ Nawa-e-Sufia 17748 UBL Secretariat Branch Islamabad میں جمع کروائیں۔

نوائے صوفیہ کے مستقل خریداروں کی طرف سے سالانہ چندے کی ترسیل میں تاخیر اور عدم دلچسپی کے باعث نوائے صوفیہ کی بروقت اشاعت ناممکن ہو گئی ہے۔ یہ امر قابلِ افسوس ہے کہ ۲۰۰۰ء کے بیشتر خریداروں کو عدم ادائیگی کے باعث رسالے کی ترسیل منقطع ہو گئی ہے۔ نیز اس صورتِ حال کے باعث ہر بار رسالہ تاخیر سے شائع ہو رہا ہے۔ اگر یہی صورت، حال برقرار رہی تو رسالے کا جاری رکھنا ناممکن ہے۔ نوائے صوفیہ کے کارکنوں کی رضاکارانہ خدمت کے باوجود نوائے صوفیہ کے فنڈ میں رسالے کی اشاعت کے لیے بھی ہر ماہ کافی رقم موجود نہیں ہوتی۔ امید ہے کہ آپ نشر و اشاعت کے اس اہم ترین ذریعے کو جاری و ساری رکھنے کے لیے اپنا زرِ تعاون بروقت ارسال کریں گے۔ ....(ادارہ)